ماہنامہ 'محدث' لاہور (شمارہ مارچ ۲۰۰۶ء) کے دو منتخب مضامین

توہین آمیز خاکوں پر

بیت اللہ الحرام سے بلند ہونیوالی صدا

[وہ خطبہ جمعہ جس سے دنیا بھر میں تحریک ناموسِ رسالت نے جنم لیا!]

توہین آمیز خاکے

اسلام اور عالمی قوانین کی نظر میں

اُمتِ مسلمہ کیلئے لائحہ عمل

تحریر: حافظ حسن مدنی

مدیر ماہنامہ محدث لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امامِ حرم مکی: فضیلت مآب شیخ راشد الخالد

رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر توہین آمیز ظلم

بیت اللہ الحرام کا وہ خطبہ جمعہ جس سے تحریک ناموسِ رسالت نے جنم لیا!!

خطبہ مسنونہ کے بعد ......

﴿يَآيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّآ أَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۞ وَدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ۞ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِأَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۞ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ أَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ وَكَفٰى بِاللهِ وَكِيْلًا﴾ (الاحزاب:۴۵،۴۸)

''اے نبیؐ، ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ہے، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اور اس کی اجازت سے اس کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر۔ آپ ان لوگوں کو بشارت دیں جو آپ پر ایمان لائے ہیں کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہے اور آپ کفار و منافقین سے ہرگز نہ دبیں اور ان کی اذیت رسائی کی کوئی پرواہ نہ کریں، اور اللہ پر ہی بھروسہ کریں، اللہ ہی اس کے لئے کافی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ربّ کی رحمتیں ہوں اور ان کی آلؓ اور صحابہؓ پر جس رسول کو اللہ تعالیٰ نے شاھد اور مبشّر و نذیر بنا کر بھیجا۔ شاھد ہمیشہ انصاف کرتا ہے، مبشر ہمیشہ خیر کا پیغام ہی لاتا ہے اور نذیر ہمیشہ محبت و شفقت کے ساتھ ہلاکت و تباہی سے ڈراتا ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

''دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے، تمہارا مشقت میں پڑنا، اس پر سخت گراں گزرتا ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے ایمان لانے والوں کے لئے وہ شفیق اور رحیم ہے۔''

ترجمہ: محمد اسلم صدیق ریسرچ فیلو مجلس التحقیق الاسلامی، ماڈل ٹاؤن، لاہور (جامعہ رحمانیہ)

اے لوگو! دنیاے کائنات پر اس دن صبحِ حق طلوع ہوئی اور انسانی زندگی کی نشاۃِ ثانیہ کا آغاز ہوا جب سب سے پہلے محمد بن عبداللہ ﷺ نے انسانی کشتی کا پتوار اپنے ہاتھ میں لیا، ان پر میرے پروردگار کی طرف سے بے شمار درود وسلام ہو۔

اللہ کی قسم! اگر آج اس عظیم ترین انسان ﷺ کا دفاع نہ کیا گیا تو روے زمین کی رونقوں اور بھلائیوں کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور دنیا ویران ہوجائے گی۔ جب آپ ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوتے تو وہ کانپنے لگتا۔ جب آپ ﷺ وعظ کے لئے منبر پر چڑھتے تو آواز بلند ہوجاتی، چہرہ سرخ ہوجاتا، یوں محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ ایک حملہ آور لشکر کی اطلاع دینے والے ہیں۔

معراج کی رات آپ ﷺ عبودیت کی سیڑھی پر سوار ہوکر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے، اس روز جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک سیر کروائی:

أسرىٰ بك الله ليلًا إذ ملائكه	والرسل في المسجد الأقصى على قدم
لما رأوك به استسقوا بسيدهم	كالشهب في البدر أو كالجُند بالعَلَم
صلى وراء ك منهم كل ذي خَطَر	ومن يخز بحبيب الله يأتِمِ
يُؤتي السماوات أوما فوقَهن دُجى	على منوَّرَةٍ دُرِّيَة النُّجُم
ركوبةٍ لك من عِزٍّ ومن شَرَفٍ	لافي الجياد ولافي العين كالرُّسُم
مشيئة الخالق الباري وصَنعته	وقدرة الله فوق الشك والتُّهَم

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے علاوہ کسی انسان کی زندگی کی قسم نہیں کھائی، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾ (الحجر:۷۲)

''تیری جان کی قسم! اے نبی، اس وقت اِن پر نشہ چڑھا ہوا تھا، جس میں وہ آپے سے باہر ہوئے جاتے تھے۔''

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے:

"ما خلق الله وما ذرع نفسًا أكرم من محمد ﷺ وما سمعتُ الله أقسم بحياة أحد غيره"

''اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے زیادہ عزت والا کوئی ذی نفس پیدا نہیں کیا۔ اور میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور انسان کی زندگی کی قسم کھائی ہو۔'' (تفسیر طبری:۱۴/۴۴)

* رسول اللہ ﷺ پر بے شمار درود وسلام ہوں۔ وہ اولادِ آدم کے سردار اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں، وہ سب سے پہلے قبر سے اُٹھیں گے، وہ سب سے پہلے سفارش کریں گے اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔ حمد کا جھنڈا روزِ قیامت ان کے ہاتھ میں ہوگا اور اس میں کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔

* آپ ﷺ کا نام محمد ہے جو 'حمد' سے مشتق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کائنات میں سے سب سے بڑھ کر اللہ کی تعریف وشکر کرنے والے تھے۔

* اور آپ کے والد کا نام عبد اللہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبودیت سے ماخوذ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت پسند تھی کہ آپ ﷺ کو عبد اللہ ورسولہ کہہ کر پکارا جائے کیونکہ وہی اللہ کی اطاعت و بندگی پر مبنی دینِ خالص کو لے کر اُٹھے تھے۔

* آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا جو امن وامان کا آئینہ دار ہے اور یقیناً آپ کی شریعت امن کا پیغام تھی، اسی دین اور وحی کی بدولت کائنات کو پھر سے امن وامان کی دولت نصیب ہوئی۔

* اور آپ کی پرورش کرنے والی کا نام اُمّ ایمن تھا جو خیر وبرکت کا مظہر ہے۔

* اور آپ کو دودھ پلانے والی کا نام حلیمہ تھا جو حلم و بردباری کا نشان ہے۔

یہ اور اس جیسی تمام صفاتِ حسنہ پیغمبر ﷺ کی ذاتِ گرامی میں جمع ہوگئیں تھیں......!!

جب آپ ﷺ اللہ کے آخری پیغمبر تھے تو اس کا تقاضا تھا کہ آپ ﷺ کی شریعت ہر لحاظ سے کامل ہو اور تمام انبیا و رسل کی تمام اعلیٰ صفات کا آپ بے مثل نمونہ ہوں۔

* امام شافعیؒ کی طرف منسوب ایک قول ہے:

"ما أوتي نبي من معجزة ولا فضيلة إلا لنبينا ﷺ نظيرها"

''انبیا کے تمام معجزات وفضائل کی نظیر ہمارے نبی ﷺ میں موجود تھی۔''

یاخاتم الرسل المبارك والعلو صلیّ علیـك مُنـزل القـرآن

"اے خاتم الرسل جس کی ذات بابرکت اور شان بلند ہے۔ قرآن کا نازل کرنے والا تجھ پر رحمتیں نازل فرمائے۔''

پاک ہے وہ ذات جس نے آپ کی سمع و بصارت کو تزکیہ کا اعلیٰ نمونہ بنا دیا اور آپ کو کائنات پر فضیلت بخشی۔ اس نے انسانیت کی تمام صفاتِ کمال اور کمال اخلاق آپ کی ذات میں رکھ دیے۔

* آپ کی شان کتنی عظیم ہے کہ خود پروردگار نے آپ کو ﴿إِنَّكَ لَعَلىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ کا خطاب دیا۔

✳ اور آپ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا:

«أدّبني ربي فأحسن تأديبي» (جامع الصغیر:۲۴۹)

"میرے ربّ نے مجھے آداب سکھائے اور بہترین آداب سکھائے۔"

✳ حسان بن ثابت نے آپ ﷺ کے بارے میں کہا:

وأحسن منك لم تر قط عيني ۔۔۔ وأجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرأ من كـل عيـب ۔۔۔ كـأنك قد خلقت كما تشاء

"آپ ﷺ سے بڑھ کر خوبصورت آج تک میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور آپ ﷺ سے زیادہ حسین وجمیل کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ ﷺ ہر نقص وعیب سے پاک پیدا ہوئے، گویا ایسے جیسے آپ ﷺ نے چاہا۔"

اور آپ ﷺ کی ان صفاتِ حمیدہ کا شدید دشمنوں نے بھی اعتراف کیا، اگرچہ آپ ﷺ ان کی شہادتوں اور تزکیوں کے چنداں محتاج نہیں ہیں!!

ہم آج آپ ﷺ کی صفاتِ عالیہ اور اعلیٰ محاسن کو یاد کرنے جمع نہیں ہوئے، ہم ان میں کبھی شک نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ بلا شبہ اولادِ بنی آدم کے سردار، تقویٰ وطہارت کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ لوگو! آج جھوٹے اور سچے کی تمیز کا وقت آ گیا ہے، اب وقت آ گیا ہے کہ ہم صدیوں سے مسلط ذلت ورسوائی کے اسباب کا جائزہ لیں۔ ہر جگہ مسلمانوں کی آہ وبکا سنائی دے رہی ہے لیکن کوئی اس پر کان دھرنے والا نہیں۔ آج چٹانوں سے ٹکراتی ہوئی ہماری چیخ وپکار کی بازگشت بھی ہمیں سنائی نہیں دیتی۔ ہم کب تک نفرت وحقارت کی تصویر بنے رہیں گے۔ کیا آج ہم سے بھی بڑھ کر کوئی رسوا اس دنیا میں موجود ہے؟ ایسا سب کچھ کیوں......؟

اس لئے کہ جب ہم نے اپنے پروردگار کے اوامر کا احترام چھوڑ دیا تو اللہ نے لوگوں کے دلوں سے ہمارا رعب ختم کر دیا۔ اگر ہم اپنے ربّ کا حکم مانتے تو آج ہمیں ان ذلتوں سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ اگر ہم سیرتِ نبوی ﷺ کو اپنے رستے کا چراغ بناتے تو آج خوف وسراسیمگی کی یہ خوفناک حالت ہم پر طاری نہ ہوتی۔ پیغمبر ﷺ نے ہمارے مرض کی تشخیص چودہ سو سال پہلے کر کے اس کا علاج بھی بتا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

«إذا تبايعتم بالعينة وأخذتم أذناب البقر ورضيتم بالزرع وتركتم الجهاد سلّط الله عليكم ذلا ، لا ينزعه حتى ترجعوا إلىٰ دينكم» (ابوداود:۳۴۶۲)

"جب تم کاروبار میں بیع عینہ (سود کی ایک قسم) کا معاملہ کرنے لگو گے اور بیل کی دمیں پکڑے کھیتی باڑی میں مگن ہو جاؤ

گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلت و رسوائی میں گرفتار کر دے گا اور تم ذلت و رسوائی کی اس اتھاہ وادی اس وقت تک نکل نہیں سکو گے جب تک دین کی طرف پلٹ نہیں آؤ گے۔''

اپنے ماضیٔ رفتہ کو یاد کرو جب مسلمان عزت دار تھے، جب ایک مظلوم عورت کی آواز: وا إسلاماہ" پر خلیفۂ وقت معتصم نے اس کی مدد کے لئے لشکر روانہ کیا۔ اس عظمتِ رفتہ کو یاد کرو جب حضرت معاویہؓ نے شاہِ روم کو خط لکھتے ہوئے اسے ''اے روم کے کتے!'' کے الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔ آج ہم ذلت کے گھونٹ پی رہے ہیں۔ ہمارے احساسات مردہ ہوگئے، ہمارے جذبات سرد پڑ گئے۔ گائے کے بیوپاری آج ہمارے پیغمبر ﷺ کا مذاق اُڑا رہے ہیں آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور ہم ان کی مصنوعات کے بائیکاٹ کے پمفلٹ ہاتھ میں لئے ان سے معذرت کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

کون سی معذرت؟ اس سے بڑھ کر کوئی بے بسی ہوگی کہ ہم ظلم پر ان سے معذرت کے خواستگار ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ ہم نے ذلت کا لباس پہن لیا ہے......!!

لوگو! اب مسئلہ فقط ڈیری مصنوعات کے بائیکاٹ کا نہیں، یہ تو ہماری موت اور زندگی کا سوال ہے۔ اب ہمیں موت و حیات میں سے کسی ایک کے انتخاب کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، بتاؤ! تاریخ ہمارے بارے میں کیا رائے قائم کرے گی؟ مستقبل کا مؤرخ ہمارے بارے میں لکھے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت کی تھی۔

ہمیں جائزہ لینا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی شان اور عظمت کیا ہے اور ان توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے پس پردہ کیا محرکات اور مقاصد کارفرما ہیں اور محبینِ رسول اللہ ﷺ کا کیا کردار ہونا چاہیے......؟

رحمۃ للعالمین پیغمبر ﷺ

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے متعلق فرماتے ہیں: ﴿وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلاَّ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ﴾ جس نے اس رحمت کو قبول کیا اور اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کیا، وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہوا اور جس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا، اس نے اپنی دنیا و آخرت کو برباد کیا۔

❁ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث ہے، کسی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ مشرکوں کے خلاف بددعا کیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إني لم أُبعث لعّانًا وإنما بعثتُ رحمة» (صحیح مسلم:۲۵۹۹)

”مجھے بددعا دینے والا نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔“

❀ ایک حدیث میں ہے:

«أنا رحمة مهداة» (مستدرک حاکم:۹۱/۱)

”مجھے رحمت کا تحفہ دے کر بھیجا گیا ہے۔“

❀ آپ ﷺ کی رحمت صرف انسانوں پر محدود نہیں تھی، بلکہ حیوان بھی اس ابرِ رحمت سے محروم نہ رہے۔ سنن ابوداود میں عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔ ہم ایک درخت کے قریب سے گزرے، وہاں پر ایک چڑیا کو اپنے بچوں کے ساتھ گھونسلے میں دیکھا۔ ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا۔ پیغمبر رحمت ﷺ چڑیا پر اس ظلم کو برداشت نہ کر سکے اور بچوں کو واپس رکھنے کا حکم دیا۔ اس لئے کہ وہ دنیا میں عدل وانصاف کا بول بالا کرنے آئے تھے۔ افسوس! ایسے خوبصورت مناظر سے ظالموں کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

سید الابرار ﷺ کی زندگی کے یہ بے مثل واقعات ان کی نظروں سے کیوں اوجھل ہو گئے......!!

❀ زید بن ارقمؓ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ کسی دیہاتی نے ایک ہرنی کو جنگل سے پکڑ کر باندھ رکھا تھا۔ جب ہم وہاں سے گزرے تو دیکھا کہ ایک ہرنی وہاں بندھی ہوئی ہے۔ ہرنی نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو شکوہ کناں ہوئی کہ یہ دیہاتی مجھے جنگل سے شکار کر کے لے آیا ہے۔ میرے تھنوں کا دودھ مجھ پر گراں ہو گیا ہے۔ مجھے آزاد کر دیں کہ میں اپنے بچوں کے پاس چلی جاؤں اور میرے دودھ سے مجھے آرام مل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو کیا تو اکیلی چلی جائے گی؟ اس نے کہا: ہاں چلی جاؤں گی۔ اسی دوران وہ دیہاتی بھی آ گیا، جس نے اسے باندھ رکھا تھا۔ نبی ﷺ نے اس سے کہا: کیا اس ہرنی کو بیچو گے؟ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ کی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس ہرنی کو آزاد کر دیا۔ حضرت زید بن ارقمؓ کا بیان ہے کہ اللہ کی قسم! میں نے صحرا میں اس کو آواز لگاتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہی تھی:

لا إله إلا الله محمد رسول الله

یہ نبی ٔ رحمت کہ انسان تو انسان، حیوان بھی آپ ﷺ کی رحمت وشفقت سے فیض یاب ہوئے، ایسے پیغمبر کی ایسی فحش تصاویر اور خاکے بنانا انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ یہ آپ ﷺ کی سیرت وکردار اور آپ ﷺ کے حسین وجمیل سراپا کے ساتھ انتہائی بھونڈا انداق ہے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چودہویں کی ایک خوبصورت رات کو سرخ لباس میں ملبوس دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے چہرے کی چمک کے سامنے چاند کی روشنی بھی ماند پڑ گئی تھی۔

''جب نبی ﷺ کو کوئی خوشی ہوتی تو آپ ﷺ کا چہرہ چمک اُٹھتا اور یوں محسوس ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔
(حضرت کعبؓ)

ربیع بن معوذ نے محمد بن عمار بن یاسرؓ سے کہا:

''اگر آپ نبی ﷺ کو دیکھ لیتے تو پکار اُٹھتے کہ سورج اپنے برجوں سے طلوع ہو رہا ہے۔''

قد نہ زیادہ لمبا تھا، نہ پست (حضرت انسؓ)

رنگ سفید سرخی مائل اور آنکھیں سیاہ، پلکیں دراز (حضرت علیؓ)

سفید حصے میں سرخ ڈورے، آنکھوں کا خانہ لمبا، قدرتی سرگیں اور چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح گولائی مائل آپ ﷺ کا روئے زیبا کتنا خوبصورت اور حسین وجمیل تھا......!!

اہل علم کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؑ کو اگر دنیا کی آدھی خوبصورت دی گئی تو ہمارے نبی ﷺ کو پوری دنیا کا حسن عطا کیا گیا۔ شاعر کہتا ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری   آنچہ خوباں وہ ہمہ دارند تو تنہا داری

حضرت حسن بن علیؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان، دونوں جدا جدا، دونوں کے درمیان ایک رگ کا اُبھار جو غصہ آنے پر نمایاں ہوجاتا۔ ناک بلندی مائل، اس پر نورانی چمک۔ دندان مبارک باریک، آبدار، سامنے کے دو دانتوں میں خوشنما ریخیں، جب تکلم فرماتے تو دانتوں سے چمک سی مہکتی۔

(حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ)

سر اور ریش کے بال گھنے اور گنجان تھے، آپ ﷺ نے کبھی اپنی داڑھی نہیں کٹائی اور داڑھی چھوڑنے کا حکم دیا اور اسے منڈانے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ

''(یہود ونصاریٰ) کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔'' (ابوداؤد: ۴۰۳۱)

لیکن افسوس! آج ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ سنت اچھی نہیں لگتی......!!

آپ ﷺ کے بال قدرے خمدار، نہ گھنگریالے اور نہ بالکل تنے ہوئے۔ (حضرت انسؓ)

گنجان، کبھی کبھی کانوں کی لو تک لمبے، کبھی شانوں تک۔ (براء بن عازبؓ)

✎ سر اور ریش مبارک میں سفید بال ۲۰ سے زیادہ نہیں تھے۔ صحابہ کرامؓ آپ کا حسین سراپا دیکھتے اور دیکھتے ہی رہ جاتے......!!

صحابہ کرام کی نبیٔ رحمت سے محبت

✎ صحابہؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اشتیاق کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ ایک دفعہ اپنے صحابہؓ کے پاس تشریف لائے۔ ایک صحابی کو سخت پریشان اور غمزدہ دیکھا تو اس کا سبب پوچھا، اس نے جواب دیا: مجھے ایک بات نے پریشان کر رکھا کہ آج آپ ہمارے ساتھ موجود ہیں اور ہمیں آپ کی صحبت حاصل ہے اور آپ سے ملنے کا شوق فراواں ہے۔ لیکن جب ہم یا آپ ﷺ فوت ہو جائیں، ہم جنت میں ہوں گے اور آپ ﷺ جنت کے سب سے اعلیٰ درجہ میں تو ہم آپ ﷺ کو کیسے دیکھ سکیں۔ اور اگر ہم جہنم میں چلے گئے تو پھر کیا بنے گا؟ تو آپ ﷺ نے اپنے اس محبت کرنے والے کو خوش خبری سنائی کہ «المرء مع من أحب»

کہ ''آدمی روزِ قیامت اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔''

✎ ہمیں بھی رسول ﷺ سے حقیقی محبت ہے، کیونکہ حبِ رسولؐ ہی ایمان کا حصہ ہے:

«لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده وولده والناس أجمعين» (صحیح بخاری:۱۵)

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں محمد ﷺ اسے اس کی اولاد، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔''

✎ واللہ ماطلعت الشمس وما غربت إلا وحبك مقرون بأنفاسی
ولا جلستُ بقوم أحدثهم إلا وأنت حديثی بين جُلّاسی

''اللہ کی قسم! سورج کے طلوع و غروب میں ہر پل آپ کی محبت میرے سانسوں میں رواں ہے اور جب بھی میں کسی مجلس میں بیٹھتا ہوں تو آپ ﷺ ہی میری گفتگو کا موضوع ہوتے ہیں۔''

✎ صحیح مسلم کی حدیث ہے؛ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ

''آپ کی رنگت چمکدار تھی۔ آپ ﷺ چلتے تو پسینہ مبارک ایسے گرتا جیسے سرخ موتی گر رہے ہیں اور آپ ﷺ کی جلد حریر و ریشم سے زیادہ نرم تھی اور آپ ﷺ کے جسم کی خوشبو عنبر اور کستوری سے بھی زیادہ پیاری تھی۔''

✎ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور قیلولہ کے لئے لیٹ گئے اور آپ ﷺ کو قدرے زیادہ پسینہ آتا تھا۔ میری ماں اُمّ سلیمؓ آپ ﷺ کا پسینہ ایک شیشی میں ڈالنے لگیں۔ نبی ﷺ بیدار ہوئے تو

پوچھا: اُمّ سلیم کیا کررہی ہو؟ کہنے لگیں، یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے ہم اسے بطورِ خوشبو استعمال کریں گے۔ صحابہ کرامؓ کو رسول اللہ ﷺ سے شدید محبت کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔

✎ جنگِ بدر میں صفوں کی درستگی کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا، جس کے ذریعے آپ ﷺ صف سیدھی فرما رہے تھے کہ سواد بن غزیہ کے پیٹ پر، جو صف سے کچھ آگے نکلے ہوئے تھے، ہلکا دباؤ ڈالتے ہوئے فرمایا: سواد برابر ہو جاؤ۔ سواد نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، بدلہ دیجئے۔ آپ ﷺ نے اپنا پیٹ کھول دیا اور فرمایا: بدلہ لے لو۔ سوادؓ آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور آپ ﷺ کے پیٹ کو چومنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے سواد! تجھے ایسا کرنے پر کس بات نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! جو کچھ درپیش ہے، آپ دیکھ ہی رہے ہیں، شاید یہ میری آپ سے آخری ملاقات ہو تو میں نے چاہا کہ آپ ﷺ کے ساتھ آخری ملاقات اس طرح ہو کہ میری جلد آپ ﷺ کی جلد سے چھو جائے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ دیکھئے! کائنات کا سپہ سالار اپنے آپ کو پورے لشکر کے سامنے قصاص کے لئے ایک سپاہی کے حوالے کررہا ہے۔

✎ آپ ﷺ کی مہر نبوت کا تذکرہ کئے بغیر آپ ﷺ کی شخصیت مکمل نہیں ہوسکتی جو آپ ﷺ کی کمر مبارک پر دونوں کندھوں کے درمیان تھی، بالکل ایسے جیسے کبوتر کا انڈہ۔ یہ جسم مبارک کے مشابہ تھی اور اس پر مسوں کی طرح تلوں کا جمگھٹ تھا۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ اور نبوت کا نشان تھا جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاریٰ کی کتابوں میں کیا ہے۔ اور بعض نے اس کی حکمت یہ بیان فرمائی ہے کہ نبی ﷺ کا دل حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا تو اس پر یوں مہر لگا دی گئی جس طرح کہ کستوری سے بھری ہوئی تھیلی کو بند کرکے اس پر مہر لگا دی جاتی ہے۔

آپ ﷺ انسانیت کے ہادی اور معلم تھے، اللہ کی حدود کے معاملے میں انتہائی عادل اور سخت تھے لیکن اپنی ذات کے بارے میں لوگوں میں سب سے زیادہ نرم اور رحم دل تھے۔ آپ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ ایسے رحمت وشفقت کے مجسمہ اور حیادار پیغمبر ﷺ کے بارے میں جو تمام اعلیٰ انسانی کمالات کا حسین مرقع تھے اور دنیا کا کوئی انسان آپ کا ہم پلہ نہیں ہوسکتا، ایسی حیا باختہ تصاویر اور خاکے بناتے ہوئے ان لوگوں کو شرم آنی چاہیے تھی۔ قاتلهم الله أنىٰ يؤفكون!

آپ ﷺ نے اپنی قوم کے ظلم وستم کا جواب ایسی عظیم الشان دعوت سے دیا کہ کفر وشرک اور سرکشی کی تمام آندھیاں چھٹ گئیں اور دنیا کو وہ درس دیا کہ آج چودہ سو سال گزرنے کے باوجود اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کرسکا۔

▣ عیسائی بادشاہ ہرقل نے ابوسفیان سے پیغمبر ﷺ کا تذکرہ سننے کے بعد اس سے یہ کہا تھا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے، اگر وہ سچ ہے تو یہ شخص جلد میری ان دونوں قدموں کی جگہ کا مالک بن جائے گا، اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا۔

▣ نبی ﷺ صرف قریش اور جزیرۂ عرب کی طرف رسول بنا کرنہیں بھیجے گئے، بلکہ پوری کائناتِ ارضی کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیے گئے۔ بچپن سے چالیس سال تک آپ کی زندگی تقویٰ اور عفت کی اعلیٰ مثال اور چالیس سال سے وفات تک دعوت وجہاد کا عملی نمونہ، گویا بچپن سے وفات تک آپؐ کی زندگی ایک کھلی ہوئی کتاب کی مانند تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس داعیٔ برحق کے نقشہ زندگی کو دلیل کے طور پر پیش فرمایا:

﴿ لَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ أَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ (یونس:۱۶)

وہ شخص جس نے چالیس سال تک کسی سے جھوٹ نہیں بولا، ساری کسوٹیوں پر اپنے آپ کو کھرا ثابت کیا۔ کیا عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ اس کے بعد وہ اللہ پر جھوٹ باندھے گا؟ نہیں نہیں، بلکہ کفارِ مکہ خود ہی اپنی عقل کے دشمن بن گئے تھے۔ مفاد اور تعصّبات نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تھا۔

▣ اور پھر جب نبوت کا بھاری بوجھ آپؐ کے کندھوں پر ڈال دیا گیا، آپ ﷺ شدید خوف کی حالت میں حضرت خدیجہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو تو اس وقت آپ کی زندگی اور کردار سے واقف وہ خاتون پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہتی ہے:

''بخدا! اللہ آپ کو رسوا نہیں کرے گا، آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہِ حق میں مصائب پر مدد کرتے ہیں۔'' (صحیح بخاری:۳)

پورا واقعہ معلوم کرنے کے بعد حضرت خدیجہؓ آپؐ کو اپنے اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو دورِ جاہلیت میں عیسائی مذہب قبول کر چکے تھے اور انجیل کے عالم تھے۔ حضرت خدیجہؓ سے پوری بات سننے کے بعد سنئے کہ وہ بوڑھا اور آنکھوں سے نابینا انسان رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا کہتا ہے: ''یقیناً یہ اِس اُمت کا نبی ہے۔'' اور پھر رسول ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ تو وہی ناموس ہے جو موسیٰؑ کے پاس آیا کرتا تھا۔''

▣ پھر اس نے رسول اللہ ﷺ کا سر پکڑ کر اسے بوسا دیا اور کہا:

''کاش! میں اس وقت توانا اور زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔''

رسول اللہ نے فرمایا: اچھا تو کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! جب بھی کوئی آدمی اس طرح کا پیغام لایا، جیسا آپ لائے ہیں تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی اور اگر میں نے آپ کا زمانہ پا لیا تو آپ کی زبردست مدد کروں گا۔اس کے بعد ورقہ جلد ہی فوت ہو گئے۔ (صحیح بخاری:۳)

پھر جب ﴿يٰأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ، قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ آیات نازل ہوئیں اور قوم کا یہ چمکتا ہوا ہیرا اور صادق وامین کا لقب پانے والا اللہ کا یہ پیغمبر ﷺ دینِ الٰہی کی دعوت لے کر کھڑا ہوا تو زمانہ کی آنکھوں کا رنگ ڈھنگ بدل گیا۔مخالفتوں کے طوفان اُٹھے، نبی ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کو سنگین عذابوں سے گزرنا پڑا۔آلِ یاسر پر جو بیتی، وہ سب تاریخ کے صفحات پر نقش ہے۔

یہ سب کچھ اس لیے برداشت کیا گیا کہ انسانیت شرک کی وادی سے نکل آئے۔حتیٰ کہ جب کفارِ مکہ کی سختیاں اور تشدد حد سے گزر گیا تو آپ ﷺ کو اپنے ساتھیوں کو ہجرت کا حکم دینا پڑا۔

▣ لیکن آپؐ مکہ میں کفار کے ظلم وستم کے مقابلے میں پہاڑ بن کر کھڑے ہو گئے۔ظلم وستم کی آندھیاں اُٹھیں اور گزر گئیں لیکن آپؐ کے قدموں میں ہلکی سے لغزش بھی پیدا نہ کر سکیں اور آپؐ نے ﴿وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا﴾ کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

▣ جب کفار کی تمام تدابیر ناکام ہو گئیں تو اُنہوں نے آپؐ کو عرب کی حسین وجمیل عورت، بادشاہت اور مال وزر کا لالچ دیا۔جب یہ سازش بھی ناکام ہو گئی تو اُنہوں نے دھمکیاں دیں لیکن آپؐ نے عزیمتِ مجاہدانہ سے سرشار ہو کر یہ جواب دیا:

”خدا کی قسم! یہ لوگ اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ کر چاہیں کہ اس مشن کو چھوڑ دوں تو میں اس سے باز نہیں آ سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مشن کو غالب کر دے یا میں اس جدوجہد میں کام آ جاؤں۔“

▣ پھر ابو طالب اور مونس وغمگسار بیوی حضرت خدیجہؓ کی وفات کا سالِ اندوہ اور اس کے بعد طائف میں آپ پر جو گزری وہ بقولِ عائشہ صدیقہؓ آپ ﷺ کی زندگی کا اندوہناک دن تھا۔ جب آپ ﷺ نے طائف کے سرداروں کو دعوت دی تو ایک بدبخت نے کہا: اگر واقعی اللہ نے ہی آپ کو بھیجا ہے تو بس وہ کعبہ کا غلاف نچوانا چاہتا ہے دوسرے نے تمسخر اُڑاتے ہوئے کہا: کیا ربّ کو تمہارے علاوہ رسالت کے لیے کوئی اور موزوں آدمی نہیں ملا اور تیسرے نے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھ سے بات تک نہیں کرنا چاہتا۔آپ ﷺ نے صبر وثبات اور تحمل سے یہ سارے تیر برداشت کیے۔

▣ پھر اُنہوں نے بازاری لونڈوں اور غلاموں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا، وہ آپ کو گالیاں دیتے، ٹخنے کی ہڈیوں پر

پتھر مارتے، آپؐ نڈھال ہوجاتے تو بیٹھ جاتے۔جوتیاں خون سے بھرگئیں تو آپؐ نے بالکل بے دم ہوکرایک باغ میں پناہ لی۔اِسی عالم میں قرنِ منازل کے پاس جبرائیل حاضر ہوئے اورعرض کیا: پہاڑوں کا نگران فرشتہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہے، اگرآپ چاہیں تو وہ اس ظالم قوم کو دو پہاڑوں کے درمیان کچل دے۔اس وقت نبی رحمت ﷺ نے جوالفاظ ارشادفرمائے، اس میں آپ ﷺ کی یگانہ روزشخصیت کی ایک جھلک اورآپ کے اخلاقِ عظیم کا جلوہ دیکھا جاسکتا ہے۔فرمایا:

''نہیں، بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ عزوجل ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جوصرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہرائے گی۔''

اے پیغمبر کی توہین کرنے والو! مکہ اور اس کے باشندوں سے پوچھو ، طائف اور اس کے پہاڑوں سے سوال کرو کہ اس محسن انسانیت ﷺ نبی کی عظمت کیا ہے؟

اللہ کی قسم! زبان وقلم کی وسعتیں، مدتوں کی زمزمہ خوانیاں اور دفتروں کے دفتر بھی آپ کی عظمت کا احاطہ نہیں کر سکتے۔کوئی بڑے سے بڑا سیرت نگار، پیغمبر ﷺ کی سیرت نگاری کا حق ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا،کوئی بڑے سے بڑا زورآور قلم بھی اس ہستی کے تذکرہ کوصفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کا یارانہیں رکھتا......!!

چنانچہ جب کفارِمکہ کی اذیت ناکیاں اورتوہین آمیزیاں حد سے بڑھ گئیں تو حق تعالیٰ کی طرف سے یہ اعلان ہوا: ﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾

''اے نبی ﷺ! تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا جاچکا ہے،مگران مذاق اُڑانے والوں کواسی چیز نے گھیرلیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔'' (الانعام:۱۰)

﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللهِ......﴾ (الانعام:۳۴)

''تم سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جاچکے ہیں، مگراس تکذیب پر اور ان اذیتوں پر جو انہیں پہنچائی گئیں، اُنہوں نے صبر کیا، یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچ گئی، اللہ تعالیٰ کی باتوں کو بدلنے کی طاقت کسی میں نہیں ہے۔''

اورآج اس توہین آمیزی کے مرتکب افرادخود اپنا ہی نقصان کررہے ہیں اوروہ اپنے انجامِ بد سے بچ نہیں سکیں گے۔البتہ یہ اللہ کی طرف سے ہمارے ایمان اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہماری محبت کا امتحان ہے کہ ہم نے اتباعِ رسول ﷺ اورناموسِ رسالت ﷺ کے تحفظ میں کیا کردارادا کیا......!! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

تحریر: حافظ حسن مدنی (مدیر 'محدث' لاہور)

توہین آمیز خاکے

اسلام اور عالمی قوانین کی نظر میں

اُمتِ مسلمہ کیلئے لائحہ عمل

مسلمان دنیا بھر میں ان دنوں توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت کے خلاف پرزور احتجاج کررہے ہیں اور اس سلسلے میں میڈیا پر ہرطرح کی خبریں، مظاہرے ومباحثے، مضامین اور مقالات شائع ہورہے ہیں اور عملاً یہ احتجاج روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ اس کے بالمقابل اس ظلم کا ارتکاب کرنیوالے بھی اپنی زیادتی پر اصرار جاری رکھے ہوئے ہیں۔

توہین آمیز خاکوں میں کئی چیزیں ایسی ہیں جن سے مسلمانوں کا اشتعال میں آنا لابدی امر ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس بارے میں جو اتفاقِ رائے سامنے آیا ہے، اس کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی۔ پھر ان خاکوں کی مذمت کرنے والوں میں صرف مسلمان ہی پیش پیش نہیں، بلکہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے بھی ان کے ہم آواز ہیں حتیٰ کہ دین ومذہب سے بالا ہوکر آزاد خیال لیکن سنجیدہ فکر لوگ بھی ان خاکوں کی مذمت کررہے ہیں۔

❶ توہین آمیز خاکے اور اسلام

جہاں تک اس احتجاج کا تعلق ہے تو یہ اس ظلم وزیادتی کا ردعمل ہے، لیکن ان خاکوں یا کارٹونوں میں کونسی چیزیں ایسی پائی جاتی ہیں، جن پر اعتراض کیا جارہا ہے؟ اکثر مضامین اور تقاریر میں اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی جاتی، یہاں ہم ان وجوہات کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی بنا پر یہ کارٹون دنیا بھر کے سلیم الفکر لوگوں کی دلآزاری کا سبب بنے ہیں:

① دیگر مذاہب کے ماننے والے تو اپنی مقدس شخصیات کی تصاویر بنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے جیسا کہ عیسائی حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی تصاویر اکثر وبیشتر اپنے چرچوں یا گھروں میں آویزاں کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان کے مجسمات بنانے میں کوئی حرج بھی محسوس نہیں کیا جاتا، بلکہ بعض مذاہب میں تو انہی مجسّموں کی ہی عبادت کی جاتی ہے مثلاً ہندو اور بدھ مت وغیرہ۔ البتہ اسلام جو الہامی مذاہب کی آخری اور مکمل ترین شکل ہے، اس کی رو سے مقدس شخصیات کی تصویرکشی کرنا یا ان کے مجسّمے بنانا بذاتِ خود خلافِ شرع ہے جب کہ اس تصویر یا مجسّمے میں اہانت یا رسوائی

کا کوئی پہلو بھی نہ پایا جاتا ہو!!

اسلام کی رو سے تصویر بنانا ناجائز ہے اور تصویر سازوں کے لئے زبانِ رسالتؐ سے مختلف وعیدیں بیان ہوئی ہیں۔ ایسے ہی مجسمہ سازی بھی حرام ہے اور آج تک مسلم معاشروں کی تاریخ اس تصور سے یکسر خالی رہی ہے۔ تصویر بنانے کی اس حرمت کی مختلف وجوہات ہوسکتی ہیں، جن میں بطورِ خاص شرک کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے۔

چونکہ نبی کریم ﷺ اور مقدس شخصیات کی تصاویر میں 'شرک کے نکتہ آغاز بننے کا یہ امکان' قوی تر ہوجاتا ہے، اس لئے عام آدمی کی تصاویر پر تو کوئی بحث مباحثہ کیا جاسکتا ہے لیکن متبرک شخصیات کی تصاویر کی اسلام میں کلیتاً کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی۔

④ تصویر سازی کے عنصر کے علاوہ مقدس شخصیات کی تصاویر میں ایک پہلو ان پر تہمت طرازی کا بھی ہے۔ کیونکہ جب ان کی تصویر کے بارے میں کوئی یقین سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ فلاں نبیؑ کی تصویر ہے بلکہ وہ تصویر یا مجسمہ محض مصور کے ذہنی تخیل پر مبنی اور اس شخصیت کے بارے میں اس کے ذاتی احساسات وتصورات کا عکاس ہے جو ظاہر ہے کہ محض اس کے ذاتی تصور سے زیادہ کوئی واقعاتی یا مستند حیثیت نہیں رکھتا۔ اگر یہی مصور اس تصویر کو کسی اور شخصیت سے منسوب کردے تو ناظرین کے پاس اس کو تسلیم کرنے کے سوا بھی کوئی چارہ نہیں ہوگا۔

علاوہ ازیں اسلام کا معمولی علم رکھنے والے بھی جانتے ہیں کہ نبی آخرالزمان ﷺ کی محبت مسلمانوں کے ایمان کا جز ہے اور آپ کا ہر قول وفعل ایک شرعی حیثیت رکھتا ہے، ایسے ہی نبی ﷺ کی سیرت بھی آپ پر ایمان رکھنے والوں کی توجہ کا مرکز ومحور اور ان کے لئے اُسوۂ حسنہ ہے۔ اس سیرت کی اتباع کرنا، ان کے تصورِ ایمان میں داخل ہے۔ ایک تصویر یا مجسمہ ایک شخصیت کا عکاس ہوتا ہے، جس میں اس شخصیت کی سیرت کے کئی پہلو جھلکتے ہیں۔ آپ کی ایسی صورت وسیرت سے محبت جو مبنی بر حقیقت نہیں بلکہ محض کسی انسان کے تخیل کی پرواز کا نتیجہ ہے، اسلامی احکام اور اُسوۂ حسنہ کے تصور میں خلل کا باعث بنے گی۔

انبیا کرامؑ کی مبارک صورتوں کو اللہ نے خاص وقار عطا کیا ہے۔ اور شیطان کو بھی اس امر پر قدرت نہیں دی کہ وہ انبیا کی صورت اختیار کرسکے۔ جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں نبی ﷺ کا فرمان موجود ہے: ''جو شخص خواب میں میری زیارت سے مشرف ہوا، اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار کرنے پر قادر نہیں۔'' (مسلم: ۲۲۶۶)

اہانتِ انبیا پر مسلم اداروں کا مشہور موقف: یہ موقف نیا نہیں کہ غیر مسلموں کو لاعلمی کی رعایت مل سکے۔ بلکہ نہ صرف انبیاءِ کرام بلکہ صحابہ کرامؓ کی تصاویر اور فلموں میں اداکاری کے حوالے سے بھی عالم اسلام کے مسلمہ دینی اداروں

کا موقف بھی اہل علم میں مشہور ومعروف ہے۔اس سلسلے کی ایک تفصیلی بحث ۳۱ برس قبل سعودی عرب کی وزارت مذہبی اُمور کے ایک تفصیلی فتویٰ میں شائع کی جا چکی ہے۔

یوں تو اس فتویٰ میں براہِ راست اس موضوع کو زیر بحث بنایا گیا ہے کہ کیا صحابہ کرامؓ کے کردار کو فلمایا جاسکتا ہے؟ لیکن اسی ضمن میں انبیا کرامؑ کی تصاویر اوران کے مجسمات پر بھی سیر حاصل بحث موجود ہے۔اس بحث میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ، المنظمات الإسلامية العالمية، ازہر کی فتویٰ کونسل اور سعودی عرب کی کبار علما کونسل کے فتاویٰ کو بنیاد بناتے ہوئے سعودی عرب کی فتویٰ کمیٹی نے مفتیٔ اکبر شیخ محمد بن ابراہیمؒ آلِ شیخ کی سربراہی میں ان تمام چیزوں کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے اور اسے ان مقدس شخصیات کی اہانت سے تعبیر کیا ہے۔اس مضمون میں حرمت کی بنیاد بننے والے نقصانات اور مفاسد کا تفصیل سے تذکرہ کرتے ہوئے قرآنِ کریم کی آیات اور احادیثِ نبویہؐ سے بھی استدلال کیا گیا ہے، تفصیل کے شائقین کے لئے ۲۵ فل سکیپ صفحات پر پھیلے ہوئے اس فتویٰ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(دیکھیں: مجلة البحوث الإسلامية: عدد اوّل، رمضان ۱۳۹۵ھ، ص ۲۱۱ تا ۲۳۶)

③ مذکورہ بالا دو نکات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تصاویر بنانا بذاتِ خود اسلامی احکامات سے متصادم ہے گو کہ ان میں اہانت کا کوئی پہلو بھی نہ پایا جائے۔ایسی تصاویر شرک کا پیش خیمہ، صریح فرامینِ رسالتؐ کی مخالفت اور نبی کریم ﷺ کی صورت وسیرت پر اتہام کی قبیل سے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہماری روایات میں مقدس شخصیات کی تصاویر کا کوئی وجود نہیں پایا جاتا۔ البتہ حالیہ واقعات میں جب ان تصاویر میں اہانت اور اسلامی تعلیمات کے مذاق کا پہلو بھی بطورِ خاص شامل کرلیا جائے تو یہ مکروہ فعل شرعی گناہ سے بڑھ کر ایک عظیم جسارت کا روپ دھار لیتا ہے۔جس کا مرتکب اگر مسلمان ہو تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوکر مرتد ہو جاتا ہے اور اگر غیر مسلم ہو تو تب بھی اس کو کسی طور گوارا نہیں کیا جاسکتا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی آخر الزمان ﷺ رہتی دنیا تک تمام انسانیت کے نبیؐ ہیں، جملہ مذاہب کے ماننے والوں کے ہاں آپ کا تذکرہ کسی نہ کسی صورت میں پایا جاتا ہی ہے جبکہ تمام انسانوں کی فطرت میں قرآن کی رو سے ربّ کی توحید کا اقرار اور اسلام کی حقانیت کا اثبات موجود ہے۔آج اگر بعض کم نصیبوں کو آپؐ کی رسالت قبول کرنے کا شرف حاصل نہیں ہوا اور وہ آپ کی اُمتِ اجابت میں شامل ہونے سے محروم ہیں تو پھر بھی وہ آپؐ کی اُمتِ دعوت میں ضرور شامل ہیں۔اور یہ بات کئی فرامین نبوی ﷺ سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے۔

آپ نے دیگر انبیا کرامؑ سے اپنے امتیازات کا تذکرہ کرتے ہوئے اس امتیاز کا بھی تذکرہ فرمایا کہ ''پہلے انبیا

ایک مخصوص قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے اور میں تمام انسانیت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔'' (بخاری:۴۳۸)

آپ ﷺ کی رحمت انسانوں سے بڑھ کر جانوروں کو بھی شامل ہے اور آپ کا لقب رحمۃ للعالمین ہے۔آپ شرفِ انسانیت اور اللہ عزوجل کے محبوبِ گرامی ہیں، اس لئے آپ کی توہین پوری انسانیت کی توہین کے مترادف ہے، جس کی کسی غیر مسلم کو بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ دورِ نبویؐ کے متعدد واقعات اس پر شاہد ہیں کہ توہین کے مرتکب یہودیوں کو بھی آپ ﷺ نے خود اپنے جانثاروں کو بھیج کر قتل کروایا۔ یہ شانِ رسالتؐ کا تقاضا ہے کہ کل انسانیت کے نبی ﷺ کی ناموس کا تحفظ کیا جائے۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان ہے:

لا واللہ ما کانت لبشر بعد محمد ﷺ (سنن ابوداؤد:۴۳۶۳) مختصراً

''اپنی توہین کرنیوالے کو قتل کروا دینا محمد ﷺ کے بعد کسی کے لئے روا نہیں ہے۔''

☜ اسلام نے یہ اعزاز صرف نبی آخر الزمان ﷺ کے لئے مخصوص نہیں کیا بلکہ ناموسِ رسالت کے اس تحفظ میں تمام انبیاے کرام کو بھی شامل کیا۔ایک طرف مسلمانوں کو ہر قوم کی مقدس شخصیات اور شعائر کے احترام کا درس دیا اور دوسری طرف تمام انبیا کا یہ حق بنا دیا کہ ان کی شان میں توہین کرنے والوں کو زندگی کے حق سے محروم کردیا جائے۔اس سلسلے میں امام ابن تیمیہؒ نے حضرت موسیٰ کے ایک قصے پر اپنی کتاب الصارم المسلول میں تفصیلی بحث کرتے ہوئے بڑا بلیغ استدلال کیا ہے:

حارث بن نوفل سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ان کے عم زاد بھائی قارون نے سازش تیار کی اور ایک فاحشہ عورت کو مال وزر کے لالچ سے اس بات پر آمادہ کرلیا کہ جب میں اپنے حواریوں میں بیٹھا ہوں تو میرے پاس آکر فریاد کرنا کہ موسیٰ نے میری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔اس عورت نے ایسے ہی کیا اور حضرت موسیٰ کو برسرِ مجمع رسوا کیا۔ رسوائی کی یہ خبر جب حضرت موسیٰ کو پہنچی تو اُنہوں سے ربّ تعالیٰ سے سجدے میں گر کر فریاد کی اور اپنی عزت کے دفاع کے لئے اس کی مدد طلب کی۔ اس دعا کے بعد آپؑ قارون کی مجلس میں گئے اور اس کے حواریوں کی موجودگی میں کہا کہ تو نے میرے بارے میں فلاں فلاں سازش کی، اے زمین! اس کو پکڑ لے۔حضرت موسیٰ کی اس بددعا کا یہ اثر تھا کہ زمین نے ان سب کو اپنے اندر دھنسانا شروع کردیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اُنہیں گھٹنوں، کمر اور سینے تک اندر کھینچ لیا۔ان کی چیخ وپکار کے باوجود حضرت موسیٰ نے اپنی دعا جاری رکھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قارون اور اس کے سب ساتھی زمین میں دھنس گئے۔'' مختصراً (صفحہ:۴۱۲،۴۱۳)

قارون اور اس کی جماعت کے دھنسنے کا یہ واقعہ قرآن میں بھی ذکر ہوا اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ وہ قیامت تک دھنستے رہیں گے اور قارون کا خزانہ ان کے سر پر بوجھ بن کر ان کے ساتھ ہوگا۔ یہ اور اس جیسے کئی واقعات

اسلامی شریعت کے اس تصور کی تائید کرتے ہیں کہ ناموسِ رسالتؐ کی حفاظت کا یہ حق دیگر انبیا کو بھی حاصل ہے۔ جو شخص ان کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرے گا، اس کو بھی شدید سزا کا سامنا کرنا ہوگا۔

* حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«من سبَّ نبیا قُتِل ومن سبَّ أصحابه جُلِدَ» (الصارم المسلول: ص۹۲)

''جس نے نبی ﷺ کو گالی دی، اسے قتل کیا جائے اور جس نے آپکے صحابہؓ کو گالی دی تو اسے کوڑے مارے جائیں''

* حضرت عمرؓ کے پاس ایک آدمی لایا گیا کہ وہ نبی ﷺ کو برا بھلا کہتا تھا تو فرمایا:

من سبّ الله أو سبّ أحدًا من الأنبياء فاقتلوه (الصارم المسلول: ص۴۱۹)

''جس نے اللہ کو یا انبیا کرام میں سے کسی کو گالی دی تو اسے قتل کردیا جائے۔''

* یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں نافذ العمل توہین رسالت کی سزا تمام انبیا کی توہین کرنے والوں کے لئے عام ہے۔ (ناموسِ رسول اور قانون توہین رسالت: ص ۳۳۶، طبع سوم)

دیگر مذاہب کے ماننے والے اپنی مقدس شخصیات سے جو بھی سلوک کریں لیکن مسلمانوں نے ماضی میں بھی کبھی اہل کتاب کو بھی اس امر کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے انبیا کی تصویر کشی یا ان کو کسی ڈرامہ کی منظر کشی میں پیش کرسکیں۔ خلافتِ عثمانیہ کے آخری سالوں میں شام کے بعض ممالک میں بعض عیسائیوں نے حضرت یوسفؑ کے کردار کو کسی ڈرامہ میں پیش کرنا چاہا تو اس وقت اس مسئلہ پر اہل علم کے ہاں بہت لے دے ہوئی اور بالآخر سلطان عبد الحمید نے عیسائیوں کو بلادِ اسلامیہ میں انبیا کی اس اہانت سے حکماً روک دیا۔ (البحوث الإسلامية ، شمارہ مذکورہ، ص۲۲۲)

ایسے ہی بیسیویں صدی کے آغاز میں ہی لندن میں ایک ڈرامے میں نبی کریم ﷺ سمیت بعض دیگر انبیا کے کردار کو بھی پیش کئے جانے کی خبر ملی، اس موقع پر بھی اسی خلیفہ نے پہلے سفارتکاری اور بعد ازاں یہ دھمکی دے کر اس مذموم فعل کو روبہ عمل آنے سے روک دیا کہ وہ بحیثیتِ خلیفہ ''پوری اُمتِ مسلمہ کو برطانیہ کے خلاف جنگ کا حکم جاری کردیں گے۔''

④ ان توہین آمیز خاکوں کے ذریعے جہاں ناموسِ رسالت پر حرف آیا ہے، وہاں اللہ کے آخری دین اور اکمل شریعت کی بے حرمتی کا بھی ارتکاب کیا گیا ہے۔ ان کارٹونوں کے بارے میں جو تفصیلات بعض ذرائع ابلاغ میں چھپی ہیں، ان سے پتہ چلتا ہے کہ باقاعدہ منظّم منصوبہ بندی کے ذریعے قرآنِ کریم، فرامینِ نبویہؐ اور شریعتِ مطہرہ کا تمسخر اُڑانے کے لئے یہ ساری سازش عمل میں لائی گئی۔ اور اس تمسخر کو کارٹون یا خاکوں کی ذومعنی شکل میں پوری دنیا میں

پھیلایا گیا ہے۔فرامین نبویؐ اور آیاتِ قرآنی کی اس تضحیک کے علاوہ اسلام سے دیگر مذاہب کو بدترین تعصب میں مبتلا کرنے کے لئے یہودیوں کے بارے میں بعض واقعات کی مضحکہ خیز منظر کشی بھی کی گئی، تاکہ دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو اسلام سے بدظن کیا جائے۔

یہ تمام خاکے اس امر کا بھی واضح ثبوت ہیں کہ اسلام کو قبول کرنے کی جو روایت امریکہ اور یورپ میں جڑ پکڑ رہی ہے، اس سے اسلام دشمن بری طرح خائف ہیں اور وہ ہر حیلے بہانے سے اسلام کی بڑھتی مقبولیت کے آگے بند باندھنا چاہتے ہیں اور اسی لئے وہ اسلام کو دہشت گردی، تنگ نظری اور تعصب و جبر کا دین ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔قرآن کہتا ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْـفِـؤُوْا نُوْرَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُـوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰـفِرُوْنَ﴾ (الصّف:۸)

''یہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کی شمع گل کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ نے اپنے نور کو تمام کرکے ہی رہنا ہے، چاہے کافر اسے لاکھ ناپسند کریں۔''

اللہ کے کامل و اکمل دین کے ساتھ کفار کا یہ رویہ شدید ہٹ دھرمی اور بدترین تعصب کی نشاندہی کرتا ہے اور قرآن کی زبانی اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعتِ مطہرہ کا مذاق اُڑانے والوں پر لعنت کی اور اُنہیں عذابِ الیم کا وعدہ دیا ہے:

﴿ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْا آيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا﴾ (الکهف:۱۰۶)

''ان کی سزا جہنم اسلئے ہے کیونکہ اُنہوں نے اسلام سے کفر کیا اور اللہ کی آیات اور اس کے رسولوں کا مذاق اُڑایا۔''

﴿وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ﴾

''رسولوں کا اس سے پہلے بھی مذاق اُڑایا جاتا رہا۔ تو میں کافروں کو ڈھیل دیتا رہا، پھر میں نے ان کو اپنی گرفت میں لے لیا...... پھر کیسا رہا میرا عذاب!!'' (الرعد:۳۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا کفار کی اس قبیح عادت کا تذکرہ کیا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا مذاق اُڑاتے ہیں(المائدۃ:۵۷) پھر ان سے یہ سوال کیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ہی تمہیں اس تمسخر کے لئے ملتے ہیں، تم فکر نہ کرو، تمہارا انجام عنقریب اس ربّ کے ہاتھ میں جانے والا ہے۔(التوبہ:۶۵)

نبی کریم ﷺ کا یہ مؤثر اندازِ دعوت ملاحظہ فرمائیں:

﴿يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلاَّ كَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ﴾ (یٰسین:۳۰)

''ان بندوں (کی نامرادی) پر افسوس وحسرت! انکے پاس جو رسول بھی آتا ہے، تو یہ اسکا تمسخر اُڑانے سے نہیں چوکتے۔''

الغرض اللہ کے دین کا تمسخر اُڑانا اور اسکی آیات سے ہنسی مذاق کرنا ایک مسلمان کو لمحہ بھر میں دائرۂ اسلام سے خارج کر کے مرتد بنا دیتا ہے اور کفار کی یہ قبیح حرکت اللہ کو چیلنج کرنے اور اس کے عذاب کو دعوت دینے کی جسارت ہے۔

یہ ہیں بالاختصار وہ چار وجوہات جن کی وجہ سے مسلمان ان توہین آمیز خاکوں پر دنیا بھر میں اپنا ردّعمل ظاہر کررہے ہیں۔ اور یہ ردّعمل اس ظلم وزیادتی کے بالمقابل بڑا ہی ادنیٰ گویا مجبور ومظلوم کی فریاد کے مصداق ہے۔

اسلام اور نبی رحمت ﷺ کی یہ توہین مسلمانوں کے حکمرانوں کی اس کیفیت کا برملا اظہار ہیں کہ جس نبی کی اطاعت کا دم بھر کر اسلام کے تمغے وہ سینوں پر سجائے بیٹھے ہیں، اس نبی ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لئے مخلصانہ جذبات سے ان کے دل ودماغ عاری ہیں اور اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے وہ شانِ نبوتؐ اور اسلام سے ہر طرح کی مضحکہ خیزی گوارا کرنے کے لئے آمادہ ہیں، وگرنہ ایسے نازک لمحات پر ان کی اسلامیت جوش میں آتی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے جذبات کی پاسداری کرتے ہوئے وہ ہر ممکن ایسا اقدام کرتے کہ نبی کریمؐ فداہ اَبی واُمی کی ناموس کی طرف بڑھنے والے ہاتھ توڑ دیے جاتے۔

یہ تصاویر اور توہین آمیز خاکے مسلم حکمرانوں کی اسلام سے عدم وابستگی کا نوحہ ہیں، جس کا ادراک کرنے کے بعد ہی غیر مسلموں کو اس مکروہ حرکت کی جسارت ہوئی !!

❷ توہین آمیز خاکے اور عصر حاضر کے قوانین

توہین کے ان واقعات پر غیر مسلم حکومتوں کا رویہ بھی ہٹ دھرمی، تکبر وتمسخر اور انانیت کا مظہر ہے۔ اس نوعیت کے واقعات پر ان کی پیش کردہ بعض معذرت آرائیاں بھی منافقت کے پردے میں لپٹی ہوئی ہیں۔ ان اخبارات کے سابقہ رویے، ان ممالک کے اپنے قوانین اور اقوامِ متحدہ ودیگر عالمی قوانین ان کے اس دوہرے معیار کی کسی طور حمایت نہیں کرتے، لیکن اس کے باوجود میڈیا کے بل بوتے پر ان کی تکرار جاری وساری ہے۔

① جہاں تک توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبار کا تعلق ہے ...... جس کی پیشانی پر یہودیوں کا عالمی نشان 'سٹار آف ڈیوڈ' اس کے متعصب یہودی ہونے کا برملا اظہار ہے ...... تو اسی اخبار نے ۲ برس قبل حضرت عیسیٰ کے بارے میں بعض متنازعہ خاکے شائع کرنے سے انکار کیا تھا، کیونکہ ان کی نظر میں اس سے ان کے بعض قارئین کے جذبات متاثر ہونے کا خدشہ تھا۔ وہ خاکے کرسٹوفر زیلر نامی کارٹونسٹ نے بنائے تھے۔ مذکورہ خاکوں کی اشاعت کے عمل کا بھی اگر جائزہ لیا جائے تو حادثہ کی بجائے اسے منظّم سازش قرار دیے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔

(تفصیلات: روزنامہ 'جنگ' ۱۶/ فروری کالم: 'زیرو پوائنٹ' جاوید چودھری)

لمحہ بہ لمحہ اس سازش کو جس طرح پروان چڑھایا گیا، اور جن جن مراحل سے اسے گزارا گیا، اس کا تفصیلی تذکرہ ہفت روزہ 'ندائے خلافت' کے یکم مارچ ۲۰۰۶ء کے شمارے میں ایک مستقل مضمون میں کیا گیا ہے۔ یوں بھی ڈنمارک سکنڈے نیوین ممالک میں سب سے زیادہ یہودیت نواز ملک ہے، کیونکہ تاریخی طور پر یورپ سے نکالے جانے کے بعد سب سے زیادہ یہودی ڈنمارک میں ہی رہائش پذیر ہوئے تھے۔ اس لئے اسی ملک میں اس سازش کا بیج ڈالا گیا ہے۔ اس سازش کا مختصر تذکرہ راقم کے الفاظ میں حسبِ ذیل ہے:

''ان خاکوں کی اشاعت کے دو بنیادی کردار ہیں: پہلا ڈینیل پائپس نامی امریکی عیسائی جو صدر بش کے ساتھ گہرے سیاسی وتجارتی مراسم رکھنے کے علاوہ ان کی بعض کمیٹیوں کا بھی رکن ہے اور امریکی اخبار اسے 'اسلام فوبیا کا مریض' اور مغربی دانشور 'اسلام دشمن' قرار دیتے ہیں۔ اسلام کے نام پر دنیا بھر میں جہاں کوئی سرگرمی ہو تو وہ اس کے لئے ہر قسم کی مدد دینے کے لئے آمادہ رہتا ہے۔ دوسرا اہم کردار جیلانڈ پوسٹن نامی اخبار کا یہودی کلچرل ایڈیٹر (فلیمنگ روز) ہے۔ دراصل مسلمانوں کے خلاف یہ نظریاتی دہشت گردی عیسائیوں اور یہودیوں کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے۔ یہ ایڈیٹر کافی عرصہ سے توہین رسالت ؐ کے موقع کی تلاش میں تھا کہ کرے بلوٹکن نامی ایک ڈینش مصنف نے نبی ﷺ پر ایک مختصر کتاب میں شائع کرنے کے لئے اس سے نبی ؐ کا کوئی خاکہ طلب کیا۔ اس تقاضے پر فلیمنگ روز نے ڈینیل کی حمایت اور تعاون کے بل بوتے پر آپ ﷺ کے خاکے بنانے کے لئے اپنے اخبار میں اشتہار شائع کرا دیا۔ ۴۰ میں سے ۱۲ بدبخت کارٹونسٹ اس مذموم حرکت کے لئے آمادہ ہوئے اور ان میں سے ویسٹر گارڈ نامی ملعون کارٹونسٹ نے توہین آمیز خاکے تیار کئے۔ اپنے خلاف قتل کا فتویٰ جاری ہونے کے بعد سے یہ شخص روپوش ہے یا ڈینش پولیس کی حفاظت میں ہے جبکہ فلیمنگ میامی (امریکہ) میں اپنے دوست ڈینیل کی میزبانی اور تحفظ سے محظوظ ہو رہا ہے۔''

(ہفت روزہ فیملی میگزین: ۵ مارچ ۲۰۰۶ء 'سازش کے اصل مجرم')

ڈینش اخبار کا یہ واقعہ کوئی اچانک حادثہ نہیں بلکہ ایک سوچی سمجھی ذہنیت ہے جیسا کہ واشنگٹن پوسٹ نے بھی یہی قرار دیا ہے۔ اور خود ویسٹر گارڈ سے جب اس کے طرزِ عمل پر افسوس کے بارے میں کہا گیا تو اس نے جواب دیا کہ ایسی کوئی بات نہیں، ان خاکوں کی اشاعت کے پس پردہ ایک جذبہ کارفرما ہے اور وہ 'دہشت گردی' کی مخالفت جسے اسلام سے روحانی اسلحہ فراہم ہوتا ہے۔ (روزنامہ ڈان: ۱۹ فروری ۲۰۰۶ء)

❷ جہاں تک ڈنمارک کے قوانین کا تعلق ہے تو اس حرکت میں اس کے کئی قوانین کی مخالفت پائی جاتی ہے۔ مثلاً ڈنمارک کے کریمنل کوڈ کے سیکشن ۱۴۰ کے مطابق

''ہر وہ شخص جو ملک میں قانونی طور پر مقیم، کسی فرد یا کمیونٹی کے مذہب یا عبادات اور دیگر مقدس علامات کی تضحیک

کرے گا، اسے زیادہ سے زیادہ چار ماہ کی قید یا جرمانہ کی سزا دی جا سکے گی۔''

غور طلب امر یہ ہے کہ جیلانڈ پوسٹن نامی اخبار اور اس کے ایڈیٹر کو اس قانون سے کیوں بالاتر رکھا جا رہا ہے؟ جبکہ ڈنمارک کی سرکاری ویب سائٹ پر خود اس اخبار کے خلاف اس قانون کے تحت کاروائی کرنے کا امکان ظاہر کیا گیا ہے، لیکن ابھی تک کسی قانونی اقدام سے گریز کا رویہ اپنایا جا رہا ہے۔

◉ ایسے ہی ڈنمارک ہی کے پینل کوڈ کے سیکشن ۲۶۶ بی کے مطابق ''ایسا کوئی بھی بیان یا سرگرمیاں جرم ہیں جو کسی بھی کمیونٹی کے افراد کے لئے رنگ، نسل، قومیت، مذہب یا جنس کے حوالے سے دل آزار ہوں۔''

ڈنمارک کے یہ اخبارات وجرائد اس دفعہ کی خلاف ورزی کے بھی مرتکب ہوئے ہیں لیکن یہاں بھی قانون کو حرکت میں نہیں لایا جا رہا۔

◉ مزید برآں ڈنمارک کے آئین میں آزادیٔ اظہار کے حوالے سے سیکشن ۷۷ کی رو سے

''ہر شخص کو اپنے خیالات کے اظہار اور اُنہیں چھاپنے کی مکمل آزادی ہے لیکن وہ اپنے خیالات کے حوالے سے 'کورٹ آف جسٹس' کو ضرور جواب دہ ہے۔''

اگر ان اخبارات کی اس حرکت کو آزادیٔ اظہار کے زمرے میں لانے کو بھی بفرضِ محال تسلیم کرلیا جائے تب بھی ڈنمارک کی 'کورٹ آف جسٹس' نے دنیا بھر کے مظاہروں کے بعد ان اخبارات سے کسی جواب طلبی سے تاوقت کیوں گریز کیا ہے؟

❸ ڈینش اخبارات وجرائد کے بعد جب یہ کارٹون مغربی میڈیا میں شائع ہوئے ہیں تو اس امر کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کیا عالمی قوانین اور مغرب کے مسلمہ تصورات مغربی میڈیا کو بھی انہیں شائع کرنے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟

◉ اس سلسلے میں میڈیا ہر جگہ آزادیٔ اظہار کے حق کا تذکرہ کر رہا ہے، یوں بھی مغرب میں اس فلسفے کو بعض وجوہ سے ایک مسلمہ حیثیت حاصل ہوچکی ہے۔ باوجود اس امر کہ اسلام آزادیٔ اظہار کے مغربی تصورات کا قائل نہیں لیکن حالیہ خاکے مغرب کے اپنے پیش کردہ تصور پر بھی پورا نہیں اُترتے کیونکہ ہر انسان کو اس حد تک ہی آزادیٔ اظہار حاصل ہوتا ہے جب تک یہ اظہار دوسرے کی آزادی کی حدود میں داخل نہ ہوجائے۔ آزادیٔ اظہار کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ دوسروں کی حدود میں دخل اندازی کی جائے۔ ایک انسان جب آزادیٔ اظہار کے ذریعے دوسروں کے مقدس تصورات ونظریات اور رہنما شخصیات پر تنقید کرے گا تو یہ آزادی کے بجائے کھلم کھلا جارحیت کا ارتکاب کہلائے

گا۔ دوسرے کے جذبات سے کھیلنا آزادیٔ اظہار کے بجائے 'دہشت گردی کا ارتکاب' ہے۔ جرمن مفکر ایمانویل کانٹ کا مشہور مقولہ ہے کہ

''میں اپنے ہاتھ کو حرکت دینے میں آزاد ہوں، لیکن جہاں سے تمہاری ناک شروع ہوتی ہے، میرے ہاتھ کی آزادی ختم ہوجاتی ہے۔'' ایسے ہی

''ہر انسان کی آزادی وہاں جا کر ختم ہوجاتی ہے، جہاں دوسرے کی شروع ہوتی ہے۔''

اس لحاظ سے بھی ان اخبارات کا یہ رویہ آزادیٔ اظہار کے مغربی تصور کے استحصال بلکہ کھلی مخالفت پر مبنی ہے۔ آزادیٔ اظہار کی یہ حد بندی صرف عام دنیا میں ایک مسلمہ حقیقت نہیں بلکہ یورپی کنونشن کا چارٹر (مجریہ ۱۹۵۰ء، روم) بھی اس کو قانونی حیثیت عطا کرتا ہے۔ جس کی رو سے

'' آزادیٔ خیالات کے ان حقوق پر معاشرے میں موجود قوانین کے دائرہ کار کے اندر ہی عمل کرنا ہوگا، تاکہ یہ آزادیاں کسی دوسرے فرد یا کمیونٹی کے تحفظ، امن و امان اور دیگر افراد یا کمیونٹی کے حقوق اور آزادیوں کو سلب کرنے کا ذریعہ نہ بنیں۔''

مزید برآں اسی چارٹر کے سیکشن ۱، آرٹیکل ۱۰ کی شق اول و دوم میں یہ بھی درج ہے کہ

'' آزادیٔ اظہار کے حوالے سے ملکی قوانین پامال نہیں کئے جائیں گے، تاکہ جمہوری روایات علاقائی سلامتی، قومی مفادات، دوسروں کے حقوق کی پاسداری اور باہمی اعتماد کو نقصان نہ پہنچے۔''

''آزادی اظہار کا یہ تصور فرض شناسی اور ذمہ دارانہ رویے سے مشروط ہے۔''

''آزادیٔ اظہار کا حق نہایت حزم و احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کیا جانا چاہئے، اس کے ذریعے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ ملک میں معاشرے کی اخلاقی اقدار، دوسروں کی عزتِ نفس، اور ان کے بنیادی حقوق کو گزند پہنچائے۔''

◉ آزادیٔ اظہار کا یہ حق 'انٹرنیشنل کنونشن آن سول اینڈ پولیٹکل رائٹس' ICCPR کے ذریعے بھی محدود کردیا گیا ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے حسبِ ذیل مضمون دیکھیں:

روزنامہ پاکستان، لاہور 'نسلی و مذہبی منافرت اور عالمی قوانین' از آغا شاہی

☜ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی مخالفت ان متعدد فیصلہ جات سے بھی ہوتی ہے جو ماضی میں خود مغرب کی مختلف عدالتیں سنا چکی ہیں۔ اس کے باوجود ڈینش حکمرانوں کا یہ عذر 'عذرِ گناہ بدتر از گناہ' کا مصداق ہے اور دیگر حکمرانوں کی ان سے ہم نوائی دراصل اسلام سے دشمنی کا برملا اظہار ہے۔ میڈیا کے بل بوتے پر اسلام کے بارے میں پیدا کیا جانے والا تعصب مختلف مراحل پر اپنا رنگ دکھا رہا ہے اور اس کو اپنے لبرل قوانین کا تحفظ پہنانے کی

ناکام کوشش کی جارہی ہے۔

یورپی یونین کی ہیومن رائٹس کی اعلیٰ ترین عدلیہ نے سال ۱۹۹۶ء میں برطانیہ کے ہاؤس آف لارڈز کے توہین مسیح کے مقدمہ میں فیصلہ پر اوپر درج شدہ آرٹیکل ۱۰ کے تحت اپیل کی سماعت کے بعد ایک اہم اور دلچسپ مقدمہ 'ونگرو بنام مملکتِ برطانیہ' میں بڑا اہم فیصلہ صادر کیا تھا جو یورپی یونین کے تمام ممبر ممالک پر لاگو ہے۔

یہ کیس ایک ایسی فلم کے بارے میں تھا جس سے حضرت عیسیٰ کی توہین کا تاثر اُبھرتا ہے اور اس کو برطانوی سنسر بورڈ نے اس بنا پر نمائش سے روک دیا کہ اس سے عیسائی شہریوں کے جذبات مشتعل ہونے کا اندیشہ ہے۔ سنسر بورڈ کے اس فیصلہ کے خلاف فلمساز نے برطانیہ کی سب سے بڑی عدالت 'ہاؤس آف لارڈز' میں اپیل کی، جہاں اس عدالتِ عظمیٰ کے ایک لبرل جج 'اسکارمین' نے یہ قرار دیا کہ ''توہینِ مسیح کا قانون برطانیہ کے لئے ناگزیر ہے۔'' اس عدالت نے بھی ایسی فلم کی نمائش روکنے کا فیصلہ برقرار رکھا۔ فلمساز نے پھر اس فیصلہ کے خلاف حکومتِ برطانیہ کو فریق بناتے ہوئے حقوقِ انسانی کی اعلیٰ ترین عدالت میں اس فیصلہ کو درج بالا آرٹیکل ۱۰ کی رو سے چیلنج کردیا۔ یورپی یونین کی اعلیٰ ترین عدالت نے اس آرٹیکل کی تشریح کرتے ہوئے یہ قرار دیا کہ ''توہینِ مسیح کے قانون کی بدولت حقوقِ انسانی کا تحفظ برقرار رہتا ہے۔'' چنانچہ سابقہ فیصلوں کو برقرار رکھا۔

⦿ ہیومن رائٹس کمیٹی کے ایک مشہور کیس Faurisson VS France کا عدالتی فیصلہ ملاحظہ ہو:

''ایسے بیانات جو یہودیت دشمن جذبات کو ابھاریں یا انہیں تقویت دیں، پر پابندیوں کی اجازت ہوگی، تاکہ یہودی آبادیوں کے مذہبی منافرت سے تحفظ کے حق کو بالادست بنایا جاسکے۔''

روزنامہ 'نوائے وقت' لاہور میں شائع ہونے والے مضمون 'یورپ اور توہین انبیا' میں مجاہدِ ناموسِ رسالتؐ جناب محمد اسمٰعیل قریشی ایڈووکیٹ لکھتے ہیں:

''یورپ کی عیسائی اور نام نہاد سیکولر حکومتوں کا شروع سے یہ عجیب وغریب دوہرا معیار رہا ہے کہ اپنے ملکوں میں تو توہین مسیح کے جرم کی سنگین سزا، سزاے موت نافذ رہی ہے جو اب بھی عمر قید کی صورت میں موجود ہے لیکن وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان یا دوسرے مسلمان ملکوں میں پیغمبر اسلام ﷺ کی اہانت کی سزا کا سرے سے وجود ہی نہ رہے کیونکہ اس سے عیسائی اور دیگر اقلیتوں کے انسانی حقوق مجروح ہوتے ہیں۔''

مغرب کی منافقانہ روش: ان خاکوں کی اشاعت کے لئے بہت سے اخبارات نے یہ موقف بھی اختیار کیا کہ سیکولر معاشرے کے نمائندہ ہونے کی وجہ سے وہ مذہبی نظریات کے تحفظ کے پابند نہیں۔ دوسری طرف ان ممالک

کے آئین اس امر کی ضمانت بھی دیتے ہیں کہ وہ اپنے ہاں بسنے والوں میں کسی مذہبی امتیاز کو جگہ نہیں دیں گے، لیکن ان ممالک کا عملی رویہ اس دعویٰ کے برعکس ہے۔ ان ممالک میں عیسائیت اور یہودیت کو جو تحفظ حاصل ہے اور قوانین میں ان کی جو ترجیحی حیثیت موجود ہے، اسلام کو یہ تحفظ کسی مرحلہ میں بھی میسر نہیں۔

❁ ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک میں یہودیوں کے جرمنی میں قتل عام کی خودساختہ تاریخ اور ان کی مظلومیت کو پورا تحفظ دیا گیا ہے۔ اس مزعومہ قتلِ عام (ہولوکاسٹ) میں مقتولین کی تعداد کو ۵۰ لاکھ سے کم بیان کرنا کسی کے مجرم بننے کے لئے کافی ہے۔ حتیٰ کہ اس کہانی کے کسی جز کا بھی انکار کرنا ۲۰ سال تک قید کی سزا کا مستوجب ہے۔ ان ممالک کا یہ قانون مذہبی امتیاز پر واضح دلیل اور آزادئ اظہار پر صاف قدغن ہے۔ لیکن چونکہ اس سے یہودیوں کی دل شکنی ہوتی ہے، اس لئے اس کو تو قانونی تحفظ عطا کیا گیا ہے، لیکن مسلمانوں کی دنیا بھر میں بالخصوص ڈنمارک میں دل شکنی کوئی جرم نہیں۔ یہ تضاد مغربی لبرل ازم کا پورا پول کھولتا ہے......!

❁ برطانیہ میں حضرت عیسیٰ کی توہین پر موت کی سزا موجود ہے اور اس سزا کو عالمی عدالتِ انصاف بھی مختلف موقعوں پر تسلیم کرچکی ہے گویا وہ برطانیہ کے اس تصورِ قانون کی مؤید ہے جیسا کہ اس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی توہین کو آزادئ اظہار کے دائرے میں لانا کیوں برطانوی حکومت کو گوارا نہیں۔ علاوہ ازیں برطانیہ کے اس قانون کا دائرہ صرف چرچ کے تحفظ تک ہی کیوں محدود ہے؟ یہ قوانین شہریوں میں عدم مساوات اور مذہبی امتیاز پر واضح دلیل ہیں۔

❁ حضرت عیسیٰ کی توہین کا ایک کیس آسٹریا میں بھی ۱۹۹۰ء میں زیرسماعت لایا گیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قانون دیگر مغربی ممالک میں بھی موجود ہے۔ اس کیس 'اوٹو پریمنگر انسٹیٹیوٹ بنام آسٹریا' کے فیصلہ میں عدالت نے تحریر کیا:

> ''دفعہ ۹ کے تحت مذہبی جذبات کے احترام کی جو ضمانت فراہم کی گئی ہے، اس کے مطابق کسی بھی مذہب کی توہین پر مبنی اشتعال انگیز بیانات کو بدنیتی اور مجرمانہ خلاف ورزی قرار دیا جاسکتا ہے۔ جمہوری معاشرے کے اوصاف میں یہ وصف بھی شامل ہے کہ اس نوعیت کے بیانات، اقوال یا افعال کو تحمل، بردباری اور برداشت کی روح کے منافی خیال کیا جائے اور دوسروں کے مذہبی عقائد کے احترام کو صدفی صد یقینی بنایا جائے۔''

❁ ۱۹۸۹ء میں ایک فلم Visions of Ecstasy کو برطانوی سنسر بورڈ نے اس بنیاد پر نمائش سے روک دیا کیونکہ اس میں چرچ کی توہین پائی جاتی تھی۔ حالانکہ بعدازاں وہ یہ ثابت نہیں کرسکے کہ اس میں توہین آمیز اور قابل

اعتراض چیزیں کہاں پائی جاتی ہیں؟

❀اس واقعہ میں 'ہمہ قسم کے نسلی امتیاز (یا تعصّبات) کے خاتمے پر عالمی کنونشن' ICERD کی بھی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے۔ جس کی رو سے نسلی برتری، نفرت انگیز تقاریر اور نسلی تعصب کو اُبھارنے کے عمل کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ اور اقوام متحدہ پر لازم ہے کہ اس قسم کے قابل تعزیر اقدامات کے ذمہ داروں کو قرارِ واقعی سزا دے۔

ایسے معاشرے جہاں مذاہب کی بنیاد پر تفریق ممنوع ہے، وہاں اسلام کو نظر انداز کر کے دیگر مذاہب کو یہ تقدس عطا کرنا بذاتِ خود قابل مؤاخذہ اور مذہبی امتیاز کا مظہر ہے۔ یہ مغرب کی اس منافقت کا پول کھولتا ہے جو آئے روز مذہبی مساوات کا دعویٰ کرتی اور مسلم ممالک کو اس کا درس دیتی رہتی ہے۔ بالخصوص اس وقت جب جمہوری اُصولوں کی دعویدار حکومتیں اس حقیقت کے علیٰ الرغم اس زیادتی کا ارتکاب کریں کہ یہ دنیا میں پائے جانے والے ڈیڑھ ارب یعنی دنیا بھر کی چوتھائی آبادی کے مذہبی جذبات کا تمسخر اُڑانا ہے۔

❸ اسلام کی توہین؛ ایک جرمِ مسلسل

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کوئی وقتی مسئلہ نہیں کہ اس پر مسلمان اپنے غم وغصہ کا اظہار کر کے اپنا احتجاج ریکارڈ کرا لیں اور اسے ہی کافی سمجھیں۔ بلکہ اگر صرف گذشتہ چند برس کی تاریخ کو پیش نظر رکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ توہین ِاسلام غیر مسلموں کا ایک مسلسل رویہ ہے، جس کا ارتکاب غیر مسلم عرصہ سے کر رہے ہیں اور اس کو کافر حکومتیں لگاتار تحفظ عطا کرتی ہیں۔ اس جرم کے مرتکبین ان کی آنکھ کا تارا اور ان کی عنایتوں کا مرکز ومحور ٹھہرتے ہیں۔

ان واقعات کے بارے میں حسبِ ذیل اشارے اس مسلسل رجحان کی عکاسی کرنے کے لئے کافی ہیں جس کے تدارک کے لئے اُمتِ مسلمہ کو سنجیدگی سے غور کرنا، اس کی وجوہات تلاش کرنا اور اس کے خاتمے کے لئے ٹھوس اقدامات بروئے کار لانا ہوں گے:

۸۰ اور ۹۰ کی دہائیوں میں سلمان رشدی کی شیطانی آیات اور تسلیمہ نسرین کے ناولوں کی اشاعت او رمغرب میں ان کی ریکارڈ تعداد میں فروخت، بعد ازاں ان دونوں ملعون شخصیات کو مغربی حکومتوں کا سرکاری پروٹوکول پیش کرنا اور ان کے گرد حفاظتی حصار قائم کر کے مقبولِ عام شخصیتوں کا درجہ دینا۔

نواز حکومت کے دوسرے دور میں دو مسیحیوں کا توہین رسالت کا ارتکاب اور راتوں رات اُنہیں جرمنی کی حکومت کے تحفظ میں دینے کے لئے پاکستانی ائیر پورٹوں سے باعزت روانگی

جنوری ۲۰۰۰ء میں انٹرنیٹ پر ایک حیا باختہ لڑکی کے سامنے مسلمان نمازیوں کو اس حالت میں سجدہ میں گرا

ہوا دکھایا گیا کہ وہ اس کی عبادت کررہے ہیں۔اس پرہفت روزہ 'وجود' کراچی میں توجہ دلائی گئی۔

ستمبر ۲۰۰۰ء میں انٹرنیٹ پر قرآن کی دو جعلی سورتیں 'دی چیلنج' کے عنوان سے شائع ہوئیں اور یہ دعویٰ کیا گیا کہ یہ وہ مظلوم سورتیں ہیں جنہیں مسلمانوں نے اپنے مقاصد کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہوئے قرآن سے نکال باہر کیا ہے۔ معاذ اللہ

اکتوبر ۲۰۰۱ء میں 'دی رئیل فیس آف اسلام' نامی ویب سائٹ پر نبی کریم ﷺ سے منسوب چھ تصاویر کے ساتھ ہتک آمیز مضامین شائع کئے گئے، جن میں اسلامی تعلیمات کو مسخ کرکے یہ تاثر اُبھارا گیا کہ مسلمان اپنے سوا تمام دیگر انسانوں بالخصوص یہود و نصاریٰ کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے تصاویر منسوب کرکے یہ دعویٰ کیا گیا کہ آپ دنیا میں قتل وغارت اور دہشت گردی کے علمبردار ہیں۔ نعوذ اللہ

نومبر ۲۰۰۴ء میں ہالینڈ کے شہر ہیگ میں Submission نامی فلم میں اسلامی احکامات کا مذاق اُڑایا گیا اور برہنہ فاحشہ عورتوں کی پشت پر قرآنی آیات تحریر کی گئیں۔قرآنی احکام کو ظالمانہ قرار دینے کی منظر کشی کرتے ہوئے مغرب میں بسنے والے انسانوں کو یہ پیغام دیا گیا کہ اس دین سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی۔اس کے نتیجے میں وہاں مسلم کش فسادات شروع ہوگئے۔آخر کار ایک مراکشی نوجوان محمد بوہیری نے اس گستاخِ قرآن 'وان گوغ' کو اس کے انجام تک پہنچایا۔

یاد رہے کہ اس فلم کا سکرپٹ نائیجریا کی سیاہ فام مرتد عورت عایان ہرشی علی نے لکھا تھا، جب یہ عورت ہالینڈ میں سکونت پذیر ہوئی تو مسلمانوں نے اس کی سرگرمیوں پر احتجاج کیا، آخر کار ڈچ حکومت نے اس عورت کے تحفظ کے لئے اسے سرکاری پروٹوکول فراہم کردیا۔

جنوری ۲۰۰۵ء میں فُرقان الحق نامی کتاب شائع کرکے اسے مسلمانوں کا نیا قرآن متعارف کرانے کی مذموم مساعی شروع کی گئیں۔۳۶۴ صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ۸۸ آیات میں خود ساختہ نظریات داخل کئے گئے جس کی قیمت ۲۰ ڈالر رکھی گئی۔

مارچ ۲۰۰۵ء میں امینہ ودود نامی عورت نے اسریٰ نعمانی کی معیت میں امامتِ زن کے فتنے کا آغاز کیا اور مغربی پریس نے اس کو خوب اُچھالا۔

مئی ۲۰۰۵ء میں نیوز ویک نے امریکی فوجیوں کی گوانتا ناموبے میں توہینِ قرآن کے ۵۰ سے زائد واقعات کی رپورٹ شائع کی جس کے بعد دنیا بھر کے مسلمانوں میں اشتعال پھیل گیا۔

✍ ستمبر ۲۰۰۵ء میں جیلانڈ پوسٹن نامی ڈینش اخبار میں توہین رسول ﷺ کا ارتکاب کیا گیا۔ جس کے بعد وہاں کے کئی جرائد نے اُنہیں دوبارہ شائع کیا ۔ بعد ازاں فروری ۲۰۰۶ء میں کئی مغربی اخبارات نے ان توہین آمیز کارٹونوں کو اپنے صفحہ اوّل پر شائع کیا۔

☜ نبی ٔرحمت محمد عربی ﷺ کی شان میں گستاخیوں کا یہ سلسلہ ان چند سالوں پر ہی محیط نہیں بلکہ دشمنانِ اسلام نے آپ کی شانِ رسالت ؐ کو ہمیشہ اپنی کم ظرفی اور کمینگی کے اظہار کے لئے نشانہ بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ۔

قرونِ وسطیٰ میں جان آف دمشقی (۷۰۰ تا ۷۵۴ء) وہ پہلا نامراد شخص ہے جس نے آپ ﷺ پر الزامات واتہامات کا طومار باندھا اور بعد ازاں اکثر وبیشتر مستشرقین نے انہی الزامات کو دہرایا۔

◉ مشہور مستشرق منٹگمری واٹ اپنی کتاب 'محمد ایٹ مکہ' میں لکھتا ہے کہ

''مغربی مصنّفین محمد ﷺ کے بارے میں بدترین چیز پر بھی یقین کرنے کو ہر دم آمادہ رہتے ہیں۔ دوسری طرف جہاں کہیں اپنے کسی مذموم فعل کی کوئی ممکنہ توجیہ اُنہیں میسر آئے، اسے حقیقت تسلیم کرنے میں لمحہ بھر تامل نہیں کرتے۔''

◉ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

''بہت کم لوگ اتنے بدنام کئے گئے جتنا محمد ﷺ کو بدنام کیا گیا، قرونِ وسطی کے عیسائیوں نے ان کے ساتھ ہر الزام کو روا رکھا ہے۔'' (ایڈیشن ۱۹۸۴)

◉ A History of Medieval کا مصنف جے جے سانڈرز لکھتا ہے:

''اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ پیغمبر عربی کو عیسائیوں نے کبھی ہمدردی اور توجہ کی نظر سے نہیں دیکھا، جن کے لئے حضرت عیسیٰ کی ہستی ہی شفیق و آئیڈیل رہی ہے۔ صلیبی جنگوں سے آج تک محمد ﷺ کو متنازعہ حیثیت سے ہی پیش کیا جاتا رہا اور ان کے متعلق بے سروپا حکایتیں اور بے ہودہ کہانیاں پھیلائی جاتی رہیں۔'' (ص ۳۴،۳۵، لندن ۱۹۶۵)

عیسائیوں اور غیر مسلموں نے اسلام کی راہ روکنے کے لئے تاجدارِ رسالت ؐ کی شان میں توہین کے علاوہ تنقید کا رویہ بھی اپنایا لیکن اس تنقید کا جواب ہمیشہ سے مسلم علما نے مبرہن انداز میں دیتے ہوئے ان کے اعتراضات کا خاتمہ کیا۔ مذکورہ بالا واقعات کی نشاندہی اور اقتباسات کی پیشکش کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسلمان اسلام یا نبی اکرم ﷺ کی سیرت پر علمی تبادلہ خیال بھی گوارا نہیں کرتے لیکن تنقید اور توہین میں بڑے بنیادی فرق ہیں۔ مسلمانوں نے مستشرقین کے اعتراضات کا جواب دلائل و براہین کے ساتھ دیا ہے لیکن توہین رسالت ؐ کے مرتکبین کے خلاف ہمیشہ ہی صدائے احتجاج بلند کی اور اُنہیں کیفر کردار تک پہنچانے کی جہد وسعی بروئے کار لائے۔

☜ مذکورہ بالا واقعات کا تسلسل جہاں مغرب کی تنگ نظری اور تعصب کا آئینہ دار ہے وہاں اس میں مسلمانوں کے لئے غور وفکر کا بھی کافی سامان موجود ہے۔ کسی قوم کے مذہبی تصورات، شعائر اور مقدس شخصیات کی بے حرمتی کے لگا تار واقعات اس امر کا بین ثبوت ہیں کہ اس کا جسدِ ملی کھوکھلا ہو چکا ہے۔ اسلام جو کئی صدیاں دنیا کی قیادت کے منصب پر فائز رہا ہے، آج ایک مظلوم مذہب میں تبدیل ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کی روز بروز بڑھتی عددی اکثریت اور ہر قسم کے وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود اسلام کی عالمی پیمانے پر قدر ووقعت روز بروز کم کیوں ہوتی جارہی ہے؟ اس کی بعض وجوہ غیروں کی بجائے خود ہمارے اپنے اندر پوشیدہ ہیں......!!

توہین کی ایک شکل تو وہ ہے جس کا ارتکاب آئے روز غیر مسلم کر رہے ہیں اور ایک توہین وہ ہے جس کا ہم اللہ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کے مقدس فرامین کو روبہ عمل نہ لا کر، ان کی نافرمانی کرتے ہوئے ہر مرحلہ ان کی توہین کے مرتکب ہورہے ہیں۔ توہین کے اس مسلسل ارتکاب کی بنا پر غیروں کو یہ ہمت پیدا ہوئی کہ وہ اسلام اور اس کے مقدس نبی ﷺ کو اپنا تختۂ مشق وستم بنا سکیں۔ آج دنیا میں ۶۰ کے لگ بھگ اسلامی حکومتیں پائی جاتی ہے لیکن مقامِ عار یہ ہے کہ کسی ایک جگہ بھی اسلامی معاشرہ اپنی کامل شکل میں موجود نہیں۔ ایک آدھ جزوی استثنا کے ساتھ تمام ممالک میں غیر اسلامی نظام ہائے معاشرت کی بھرمار ہے گویا عملاً اسلام تاریخ کے صفحات پر نظر آتا ہے یا کتابوں کے اوراق میں مدفون ہے!!

اسلام ایک عظیم نظریۂ حیات اور طرزِ زندگی ہے، جبکہ کفر ایک کم تر معاشرت اور تہذیب وتمدن کا حامل ہے، لیکن اس کی برتری یہ ہے کہ وہ جس امر کو درست سمجھتے ہیں، اس کو روبہ عمل لانے سے ہچکچاتے نہیں اور ہم جس کو حق جانتے ہیں، اس کی تعریف وتوصیف کرتے تو ہماری زبان تھکتی نہیں لیکن اس کو روبہ عمل لانے اور اپنے اجتماع وافراد پر نافذ کرنے کی ہم میں ہمت نہیں۔ ہم عملی منافقت کی بدترین صورت کا شکار ہیں جس میں قول وفعل میں بعد المشرقین پایا جاتا ہے۔ اگر اسلام پر ہمارا دل وجان سے یقین ہے تو ہماری خیر وفلاح اسی پر عمل کرنے میں مضمر ہے لیکن اسلام سے محض ایک جذباتی تعلق استوار کرنے کے بعد ہم ہر تصور ونظریہ کے لئے مغرب سے بھیک مانگتے ہیں۔ قرآن کریم کے ہر ہر لفظ پر ہمیں ایمان رکھنے کا دعویٰ ہے، لیکن اس قرآن کا یہ حکم ہماری نظروں سے کیوں اوجھل ہو چکا ہے......

﴿وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عُدُوَّ اللهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللهُ يَعْلَمُهُمْ﴾ (الانفال:۶۰)

''اور تم غیر مسلموں کے لئے بقدرِ استطاعت قوت تیار رکھو، ایسے ہی گھوڑوں کی تیاری بھی (جس کا فائدہ یہ ہوگا کہ)

تم اس سے اللہ کے اور اپنے دشمنوں پر اور ان پر رعب طاری کر سکو گے جن کو تم تو نہیں جانتے، لیکن اللہ جانتا ہے۔''

اس آیت میں یہ حقیقت واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ اسلام کو دنیا کا کوئی لادین تصور و نظریہ کبھی گوارا نہیں کر سکتا اور سب لوگ اس کی مخالفت میں یکجا ہیں۔ کفار سے مبنی برانصاف رویے ملحوظ رکھوانے کی واحد بنیاد یہ ہے کہ مسلمان اپنی حربی قوت سے ان پر رعب و ہیبت برقرار رکھیں وگرنہ سب غیر مسلم قومیں مل کر اسلام پر حملہ آور ہو جائیں گی۔

ہماری نظر میں توہین کے ان مسلسل واقعات کا واحد حل یہ ہے کہ مسلمان خلوصِ دل سے اسلام کو اپنی زندگیوں اور اپنے معاشروں پر نافذ کریں، اپنی حد تک اسلام کی پابندی کو اپنے اوپر لازمی قرار دیں اور اسلام کی اس پابندی میں ہر قسم کے شرعی فرض کی تکمیل داخل ہے، جن میں علوم وفنون میں اپنی کھوئی ہوئی میراث کو دوبارہ حاصل کرنا اور مسلم معاشرے کی ہر میدان میں تعمیر کر کے مسلمانوں کو ایک مضبوط ملت بنانا بھی شامل ہے۔ اگر ہم اسلام کو حرزِ جان بنائیں اور نبی ﷺ کے فرامین ہماری آنکھوں کا سرمہ ہوں تو اس کے بعد غیر مسلموں کو یہ جرات ہرگز نہیں ہو سکے گی کہ وہ مسلمانوں کے مقدس شعائر اور نامور شخصیات کی بے حرمتی کا خیال بھی دل میں لائیں۔

آج آیاتِ الٰہی اور فرامین نبویہ کی بے حرمتی کے پس پردہ مغرب کا یہ طنز چھپا ہوا ہے کہ وہ ہمیں اپنے شعائر کی حرمت کے تحفظ پر قادر ہی نہیں خیال کرتے وگرنہ ان کو لگاتار ایسا رویہ اپنانے کا موقع کیوں کر ملتا۔

☜ مغربی میڈیا اور حکومتوں کی اسلام سے یہ مضحکہ آرائی مسلم حکمرانوں کی بے حمیتی اور مفاد پرستی کا بھی نوحہ ہے!! مسلم حکمران اگر آج بھی غیروں کی کاسہ لیسی چھوڑ کر اپنے مسلمان عوام کی رائے کا احترام کریں اور عوام کو اپنی مقبوضہ جاگیر سمجھنے کی بجائے ان کی نمائندگی کا راستہ اختیار کریں تو نہ صرف اس سانحہ سے بلکہ اُمتِ مسلمہ کو درپیش متعدد مسائل سے نجات حاصل کرنے کا باعزت راستہ مل سکتا ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ مغربی طرزِ حکومت ملکی حد بندیوں اور چار دیواریوں میں مقید نظامِ حکومت کا تصور پیش کرتا ہے، جبکہ اسلام اللہ کے ماننے والے تمام مسلمانوں کو ایک ملت اسلامیہ اور جسدِ واحد کا تصور دیتا ہے۔ لیکن دنیا کی عملی صورتحال آج بالکل اس کے برعکس ہے۔ اسلام کا یہ سیاسی نظریہ آج مغرب نے اپنے حرزِ جان بنایا ہوا ہے۔ خود تو امریکہ ۵۰ ریاستوں کے ساتھ پورے براعظم کو ایک حکومت میں سمیٹے بیٹھا ہے اور دوسری طرف یورپی ممالک نے یورپی یونین کے ذریعے آپس میں ایک دوسرے کو متحد کر رکھا ہے۔ آپس میں آمد ورفت کی پابندیوں اور تجارتی بندشوں سے آزاد یورپی ممالک فقط انتظامی لکیروں کی حد تک متعدد ممالک ہیں جبکہ مشترکہ کرنسی، کثیر القومی تجارتی کمپنیوں، مشترکہ عدالت ہائے انصاف اور یورپی یونین کے قوانین کے ذریعے یہ تمام ملک داخلی تشخص کے باوجود

ایک بڑی اکائی میں متحد و یکجان ہیں۔ ان کی قوت کا راز اسی میں پوشیدہ ہے!!

جبکہ دوسری طرف مسلمان ممالک اپنے چھوٹے چھوٹے مفادات کے لئے، اقوام متحدہ اور عالمی تنظیموں کے بل بوتے پر آپس میں تقسیم در تقسیم ہو رہے ہیں۔ اور اس تمام تر تقسیم کو مغرب کے پروردہ مسلم حکمران ہر طرح سے تحفظ بھی فراہم کر رہے ہیں۔ یہاں ملکی لکیروں کو اتنا گہرا تقدس بخش دیا گیا اور ان میں وطن پرستی کا وہ صور پھونکا گیا ہے کہ ان کے مشترکہ ملی مفادات کے لئے مل بیٹھنے کے امکانات دور دور تک نظر نہیں آتے۔ نسلی وحدت اور تہذیبی مماثلتوں کے باوصف سب سے زیادہ ان مسلمانوں کا مذہبی و دینی تشخص اور نظریات وتصورات یکساں ہے، تاہم ان کے مشترکہ ملی مسائل حل کرنے اور اُنہیں آپس میں متحد کرنے کے لئے مناسب ٹھوس اقدامات بروئے کار نہیں لائے جا رہے۔ مسلمانوں کا سیاسی ادارہ 'خلافت' جو اسلام کی عظمت وسطوت کا نشان تھا، اس کی بساط اس طرح لپیٹی گئی ہے کہ دوبارہ اس طرف کوئی مسلم حکومت پلٹ کر بھی نہیں دیکھنا چاہتی ......!!

اس المناک سانحے کے مرحلے پر بھی ایک بار پھر یورپی یونین نے اپنے اتحاد واشتراک کے بل بوتے پر مسلم حکمرانوں کو گومگو کی کیفیت سے دوچار کر دیا ہے۔ ڈنمارک کے بعد دیگر یورپی ممالک میں ان خاکوں کی اشاعت کسی حادثہ یا محض اتفاق پر مبنی نہیں بلکہ ڈینش وزیراعظم کی دیگر یورپی ممالک سے رابطوں کا نتیجہ ہے۔ دیگر ممالک میں ان کارٹونوں کو شائع کرانے کے پس پردہ یہ ہدف کارفرما ہے کہ اُمت ِمسلمہ کسی ایک ملک کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے پر تو قدرت رکھتی ہے لیکن ان تمام ممالک اور یورپی یونین کی مصنوعات کو ترک کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ گویا اس طرح وہ اس جرم میں بھی اپنے ساتھی کی معاونت سے پیچھے نہیں ہٹتے!

اس واقعہ کا روشن پہلو یہ ہے کہ جس طرح دنیا بھر میں مسلمانوں نے اپنے احتجاجات کا واضح اظہار کیا ہے، اور اُمت ِمسلمہ میں کلی اتفاق رائے حاصل ہوا ہے، اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر امت ِمسلمہ کو کسی ایسے مرکزی نظم میں پرویا جاسکتا ہے جس کے بعد آئندہ مغربی ممالک کی اس ثقافتی جارحیت کے علاوہ ان کی سیاسی جارحیت کا توڑ بھی ہو سکے گا۔ جس طرح یورپی یونین نے یہ اعلان کیا کہ کسی ایک ملک پر حملہ تمام ممبر ممالک پر حملہ سمجھا جائے گا اور سب مل کر اس کا جواب دیں گے، اسی طرح مسلمانوں کو اپنے ہی سیاسی فلسفے 'ملی وحدت' کے احیا کے اس نادر موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

مسلم حکمرانوں کی سپر قوتوں کے سامنے کاسہ لیسی، اقتدار پرستی اور مغرب نوازی اب ایک پختہ روایت بن چکی ہے، جن سے بہت سی توقعات وابستہ کرنے کی بجائے اُمت ِمسلمہ کے بین الاقوامی اداروں کو ہی اپنا کردار ادا کرنے

کے لئے میدانِ عمل میں آنا ہوگا۔ اُمتِ مسلمہ کے بین الاقوامی ادارے اپنا مقصدِ جواز کھو دیں گے، اگر وہ اس مرحلے پر اُمت کے اس اجتماعی موقف کو کوئی نتیجہ خیز شکل دینے پر قادر نہیں ہوتے ......!!

الغرض ہماری نظر میں اس مرحلہ پر مسلمانوں کا اسلام کی طرف رجوع، اجتماعی وانفرادی سطح پر اسلامی احکامات کو اپنانا، مسلم حکمرانوں کو پوری مسلم اُمہ کو سیاسی وحدت میں پرونے اور مشترکہ قوت کی طرف بڑھنے کے لئے اس موقع سے فائدہ اُٹھانا اور عالمی اسلامی تنظیموں کو اس موقع پر اُمت کے اجتماعی موقف سے مشترکہ مقاصد کی طرف پیش بندی کرنا ہی مفید حاصل ہے، جس کی بنا پر اسلامی اقدار کے لئے مستقل نوعیت کے تحفظ کی توقع کی جاسکتی ہے۔

جہاں تک نبی کریم ﷺ کی حقیقی شان وعظمت کا تعلق ہے تو ان کفار رملحدین کے کہنے سے اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔ جس نبیؐ کو کائنات کا ربّ ذوالجلال ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ کی نوید سناتا ہے اور اس کے دشمنوں کو ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الأَبْتَرُ﴾ کی وعید دیتا ہو، اس کی شان کو ایسے حقیر ہتھکنڈوں سے مٹایا نہیں جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی ﷺ سے یہ وعدہ ہے:

﴿إِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللهِ إِلٰـهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ (سورۃ الحجر: ۹۵ تا ۹۹)

''ہم تیری توہین کرنے والوں کو خوب کافی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ساتھ بھی دوسرا الٰہ کھڑا کرتے ہیں، عنقریب اُنہیں پتہ چل جائے گا۔ ہمیں خوب علم ہے کہ ان کی اس تمسخرانہ حرکتوں سے تیرا سینہ تنگ ہوتا ہے (لیکن ان کی پرواہ مت کر) اور اپنے ربّ کی تسبیح بیان کر اور سجدہ کرنیوالوں میں سے ہوجا۔ پھر اپنے ربّ کی عبادت کرتا رہ تا آنکہ تجھے موت آجائے۔''

یہ کتابچہ تقسیم کرنے کے لئے یہاں رابطہ کریں:

دفتر ماہنامہ **محدث** لاہور

J-99 ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 5866476, 5866396